ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسوان

مجریہ ۱۳۱۵ سنہ ہجری

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

نمبر ۱۱	لاہور ہفتہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور ۔ ہفتہ ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۴ھ

فہرست مضامین

جمہوریت	رضیہ دلشاد بیگم	۲۴۹
لیڈرس سے خط	محمودہ خاتون	۲۵۲
ناحق مانگنا	جمیلہ بیگم	۲۵۸
درگاہ گلبرگہ شریف	اہلیہ سید احمد	۲۶۰
مسلم خواتین کا ایڈریس	سیکرٹری	۲۶۲
محفل تہذیب	متفرق	۲۶۳
ولائتی معلومات	،	۲۶۵

نارتھ ویسٹرن ریلوے

محرم اور ایسٹر کی تعطیلات کے لئے رعایتیں

آئندہ محرم اور ایسٹر کی تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۲۸ مارچ سے ۱۳۔ اپریل تک واپسی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سو میل سے زائد ہو۔ یا ۱۰۱ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے۔ یہ واپسی ٹکٹ ۲۷۔ اپریل تک کارآمد ہوں گے۔ کرایہ کی شرح حسب ذیل ہے:

اول اور دوم درجہ	۱ ۱/۳ کرایہ
درمیانہ اور تیسرا درجہ	۱ ۱/۲ کرایہ

چیف کمرشیل منیجر

عید کی تقریب سعید پر

خاص رعائت

کتاب "فن کشیدہ کاری کے لاثانی ڈیزائن" واقعی اسم بامسمّیٰ ہے۔ قابل مصنف نے مستورات کی جملہ ضروریات کی چیزوں پر کے پھول پتوں اور بیل بوٹوں کے قدرتی اور اعلیٰ اور اچھوتے ڈیزائن جس محنت سے تیار کئے ہیں۔ واقعی قابل داد ہے۔ یہ کتاب بہنوں کو اس فن کی جملہ کتابوں سے بے نیاز کردیتی ہے۔ عید کے مبارک مہینے کی خوشی میں اس کی قیمت گھٹا کر صرف ۸ر کردی گئی ہے۔ تاکہ سب بہنیں فائدہ اٹھا سکیں۔ ملنے کا پتہ:۔

محمد عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر ۹ فلیمنگ روڈ لاہور

حسب ضابطہ گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ

آرائش جمال باتصویر

محترمہ وزیر بیگم ضیا (ادیب فاضل) کی زنانہ سنگار کے متعلق انمول تالیف لطافت اسکے متعلق روزنامہ **انقلاب** لاہور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ "نسوانی صحت۔ حسن و آرائش کے متعلق اردو میں بہت کم کتابیں موجود ہیں ہمیں محترمہ وزیر بیگم صاحبہ ضیا (ادیب فاضل) کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے آرائش جمال لکھ کر ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ چونکہ عورت ابتدائے آفرینش سے اپنے حسن و جمال کی حفاظت اور اُسکی آرائش پر فطرتاً مجبور ہے اور بناؤ سنگھار اور لباس کو کسی قوم کے تمدن کا مقیاس قرار دیا جاتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہر عورت ان تمدنی ضروریات سے بیخبر نہ رہے۔ ہمارے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ اُسکو باخبر بنانے میں ممد و معاون ہوگا۔

اس کتاب کا تعارف نامہ محترمہ بیگم شاہنواز نے اور دیباچہ کرنل بھولا ناتھ آئی ایم ایس جیسے فاضل اور اعلیٰ درجہ کے طبیب نے لکھا ہے۔ جو اس کتاب کی عمدگی کا بہترین ثبوت ہے"۔

ضخامت پونے تین سو صفحات۔ قیمت بلا جلد دو روپے مجلد سنہری ڈھائی روپے۔

ملنے کا پتہ:۔

کتب خانہ لطف زندگی ۸۵ موچی دروازہ لاہور

ضرورت

ایک شریف معزز مسلمان خاتون کو ملازمت کی ضرورت ہے۔ چھوٹی بچیوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت و انتظام خانہ داری میں ہر طرح کی مدد دے سکتی ہے۔ پابند پردہ اور پابند صوم و صلوٰۃ۔ قرآن شریف بامعنی اور اردو انگریزی پڑھی ہوئی ہے۔ سلائی کا کام بھی کافی جانتی ہے۔ غرضکہ نہایت عمدہ ہم جلیس و انتظام خانہ داری میں ہر قسم کی ممد و معاون ہے۔ مزید امور کے لئے خط و کتابت ہوسکتی ہے "س" معرفت اخبار تہذیب نسواں لاہور

چمن اُردو دو حصے

اردو کے تمام مشہور اور نامور نثر نویسوں کی زندگی۔ تصانیف اور انداز تحریر کی خصوصیات کا مفصل تذکرہ۔ عہ/۱۲

شمع اُردو دو حصے

اُردو کے تمام مشہور شاعروں کے حالات۔ ان کے لطیفے اور ان کے کلام کی خصوصیات پر تبصرہ۔ عہ/۱۲

پتہ: دار الاشاعت پنجاب۔ لاہور

Taj Tahir Foundation

جمہوریت

آج کل دنیا کے ہر حصہ میں جمہوریت کا بڑا زور ہے۔ یورپ کی عورتیں خاص طور پر جمہوریت کے اس پروپیگنڈے میں بڑا حصہ لے رہی ہیں۔ میں ذیل میں جمہوریت کے متعلق کچھ خیالات مسٹر گارنر اور دوسرے مصنفوں کی کتابوں سے جمع کر کے لکھتی ہوں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ایک پریزیڈنٹ ابراہام لنکن نے جمہوریت کی تعریف یوں کی ہے۔ "ایسی حکومت جو لوگوں کی ہو۔ لوگوں کے لئے ہو۔ اور لوگوں کی بنائی ہوئی ہو۔ پروفیسر جیفرسن لکھتے ہیں۔ کہ جمہوریت ایسی حکومت ہے۔ جس میں ہر شخص کو اپنی رائے دینے کی اجازت ہو۔ اور کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ پروفیسر گارنر لکھتے ہیں۔ ایسا نظام جس میں لوگ آزادی سے رائے دے سکیں۔ اور حکومت کا ہر کام ان کی کثرت رائے سے ہو۔ مختصر یہ ہے۔ کہ جمہوریت نام ہے اس حکومت کا جس میں عوام کی رائے کے مطابق ملک کا انتظام کیا جائے۔

جمہوریت کے بھی دو حصے کئے جاتے ہیں۔ ایک کو خالص جمہوریت اور ایک کو نمایندگی کی جمہوریت کہا جاسکتا ہے۔

خالص جمہوریت صرف ان ملکوں کے لئے ممکن ہوسکتی ہے۔ جہاں کی آبادی بہت ہی کم ہو۔ اور ہر شخص بذات خود مجلس قانون ساز میں اگر کسی قانون کے بارے میں اپنی رائے دے سکے۔ نمایندگی کی جمہوریت بڑے ملکوں کے لئے ہے۔ یعنی عوام کی مرضی کے مطابق ملک کے چند حصے کر دیئے جائیں۔ ہر حصے میں اس کی اقتصادی اور قدرتی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ووٹ کے اوصاف مقرر کئے جائیں۔ ہر حصے سے ایک شخص ووٹ کے ذریعے اس حصہ کا نمایندہ بن کر ملک کی قانونی مجلس میں جائے گا۔ جب ایسے دس بیس سو پچاس نمایندے ہر حصے سے آکر ایک جگہ جمع ہوں گے۔ تو وہ نمایندگی کی جمہوریت کہی جائے گی۔ اس قسم کی جمہوریت اس صورت میں پوری طرح کامیاب ہوسکتی ہے۔ کہ ملک میں ہر بالغ شخص کو ذات یا صنف کے امتیاز کے بغیر ووٹ دینے کا حق حاصل ہو۔ ایسی صورت میں جو شخص زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کر کے نمایندہ بنے گا۔ وہ اس بات کا بجا طور پر دعویدار ہوسکتا ہے۔ کہ وہ اپنے حصہ ملک کا حقیقی نمایندہ ہے۔ اور اس کی رائے بجا طور پر ان لوگوں کی رائے سمجھی جاسکتی ہے جن کا نمایندہ بن کر وہ آیا ہے، جو لوگ ہر بالغ شخص کے ووٹ کے

Taj Tahir Foundation

خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر تمام لوگ تعلیم یافتہ ہوں۔ اور اپنے نفع کو اپنے ملک اور قوم کے لئے قربان کرنے کی اہلیت اور ہمت رکھتے ہوں۔ اور ذات کا امتیاز کئے بغیر سب کی بھلائی کے خواہاں ہوں۔ تو وہاں بے شک ہر بالغ شخص کو ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ لیکن اکثر ملکوں میں یہ ہوتا ہے۔ کہ عام لوگ جن میں اس قسم کی کوئی بھی اہلیت نہیں ہوتی۔ اپنے رہنماؤں کے بہکانے یا روپے کے لالچ سے اپنا ووٹ یا دوسرے لفظوں میں اپنا ضمیر بیچ دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں غلط قسم کے نمائندے ملک کی قانون ساز مجلس میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور ملک کو بجائے فائدہ پہنچنے کے جمہوریت سے جو بجائے خود ایک نہایت مبارک چیز ہے نقصان پہنچنے لگتا ہے۔ جب نیو ہی کمزور ہو گی۔ تو عمارت کیسی کچھ ہو گی۔ بہرحال اس بحث کو ہم یہیں چھوڑتے ہیں؛

جمہوریت کی کمزوریاں۔ جمہوریت کے خلاف پہلے بھی اکثر لوگ رہے ہیں۔ اور اب اس کے مخالفوں کی کمی نہیں۔ جب تقریباً تمام دنیا پر اس کا تسلط قائم ہو چکا ہے۔ ٹریشکے مشہور جرمن مصنف جمہوریت کی خرابیوں کو بڑے دلچسپ طریقے سے بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر بادشاہت اور جمہوریت کو پردہ تصویر پر کھینچا جائے۔ تو اس کی یہ صورت ہو گی۔ کہ اول الذکر میں ایک تنومند شخص ابروؤں پر بل ڈالے بیچ میں بیٹھا ہو گا۔ اور لوگ اس کے قدم چوم چوم کر اپنی کمزوری اور اس کی خداوندی کو تسلیم کرتے ہوں گے اور ثانی الذکر ایک خوبصورت نوجوان ہو گا شراب کے نشے میں مست جس کے چاروں طرف لوگوں کا ایک ہجوم شور و غل مچاتا نظر آئے گا؛ پروفیسر اسٹیفین لکھتے ہیں کہ کیا ایسی حکومت کو کامیاب کہا جا سکتا ہے جس میں سو جاہلوں کی رائے دس پڑھے لکھوں کی رائے پر فوقیت رکھتی ہو۔ محض اس لئے کہ ان کی تعداد میں ایک صفر کی زیادتی ہے۔ ان تمام رایوں سے قطع نظر کر کے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ سب سے بڑا اعتراض جو نظام بادشاہت کے ماننے والوں کو جمہوریت پر ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس میں تمام تر رائے عوام کی ہوتی ہے۔ اور یہ کون نہیں جانتا۔ کہ عوام کی رائے کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور نیز ان میں سے سو میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ جسے حقیقی طور پر اپنا نفع نقصان بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اپنے ملک کا نفع نقصان پہچاننے کی تمیز اور اپنے نمائندے چننے کی اہلیت ہوتی ہے؛

جمہوریت کے اوصاف۔ سر جون اسٹورٹ مل

لکھتے ہیں۔ "کسی حکومت کے لئے بہترین وصف یہ ہے۔ کہ وہ اپنی پبلک میں تعلیم اور اخلاق وسیع پیمانے پر پھیلائے۔ اور جب کسی حکومت کے اچھے یا بُرے ہونے کا سوال درپیش ہو۔ تو اس سے بہتر بات نہیں ہو سکتی۔ کہ عوام کی تعلیمی اور اخلاقی حالت کو دیکھ کر حکومت کے متعلق رائے قائم کی جائے۔ وہ آگے چل کر لکھتے ہیں۔" اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ فرائض جس حسن و خوبی سے جمہوریت میں انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ بمشکل کسی اَور طریق نظام سلطنت میں دیئے جا سکیں گے۔

لارڈ بیرائس لکھتے ہیں: "انسان کو اس بات کا خیال ہوتا ہے۔ کہ میں بھی اپنی حکومت کا ایک ضروری حصہ ہوں۔ تو اس میں کتنی خودداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسے کتنا اپنے فرض کا احساس ہوتا ہے۔ یہ خیال کرتے۔ کہ ممکن ہے۔ اس کے تساہل اور فرض ناشناسی سے اس کی اپنی حکومت کے نظام میں فرق آ جائے۔ خواہ وہ فرق کتنا ہی ذرا سا کیوں نہ ہو" لیوبی مشہور فرانسیسی مصنف لکھتا ہے۔" فرانسیسی قوم نے کبھی فرانس سے صحیح معنوں میں محبت نہ کی۔ حتیٰ کہ انقلاب فرانس کے بعد جمہوریت قائم ہوئی۔ اور ان کو اس بات کا احساس ہوا۔ کہ حکومت "اپنی" ہے اور ملک "اپنا" ہے" جو لوگ جمہوریت کے موافق ہیں۔ وہ عموماً یہی کہتے ہیں۔ کہ جمہوریت سے عام لوگوں میں احساس خودداری پیدا ہوتا ہے۔ وطن پرستی اور حکومت کی اطاعت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں۔

فرض کیا۔ کہ پبلک جاہل ہے۔ مگر اس کا یہ علاج تو نہیں۔ کہ اسے حکومت سے الگ ہی کر دیا جائے۔ اگر ٹانگ میں ایک پھنسی ہے۔ تو اس کے یہ کب معنی ہوئے۔ کہ ٹانگ ہی کاٹ کر پھینک دی جائے۔ سوچنا تو یہ چاہئے۔ کہ اس کا علاج کیونکر کیا جائے۔ علاج یہی ہے۔ کہ انہیں سلطنت میں حصہ لینے دیا جائے۔ دس دفعہ غلطی کریں گے۔ بیس دفعہ کریں گے۔ مگر آخر سدھریں گے۔ ٹھوکریں ہی کھاتے کھاتے انسان چلنا سیکھتا ہے۔ تتلاتے ہی تتلاتے بات کرنا آتا ہے۔ اور جو گورنمنٹ بنے۔ اس کا اولین فرض ہے۔ کہ تعلیم پھیلائے۔ جب تعلیم پھیل جائے گی۔ تو آپ سے آپ ہی کمی دور ہو جائے گی۔ اور اچھے بُرے کی تمیز کرنا آ جائے گا۔ آخر میں اس بات پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ جمہوریت کی کامیابی کے لئے تعلیم یافتہ پبلک ضروری ہے۔ اور جو جمہوریت کامیاب بننا چاہے۔ اُسے چاہئے۔ کہ سب سے اول تعلیم پھیلانے کی کوشش کرے۔ اور لوگوں میں جذبۂ خودداری کو بیدار کرے۔

Taj Tahir Foundation

آخر میں میں یہ لکھنا چاہتی ہوں۔ کہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد بہنیں اگر اس کی مخالفت یا موافقت میں کچھ لکھیں۔ تو بہن ان سے تبادلۂ خیالات کر کے نہایت خوش اور ممنون ہوں گی۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ مسلمان بہنیں بھی سیاسیات میں دلچسپی لیں۔ اور ہماری قوم کی عورتیں بھی بیدار ہوں۔ اگر کسی بہن کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے۔ تو شوق سے دریافت فرمائیں۔ میں خوشی سے جواب دوں گی؛

آنسہ رضیہ دلشاد بیگم۔ اجمیر

لیڈس سے خط

عزیزہ محمودہ دعا۔ ہاں تو ہم لوگ یعنی مسٹر حسن یار جنگ اور میں ۱۹ ستمبر کی شام کو تین بجے جنیوا سے پیرا کو روانہ ہوگئے۔ ٹکٹ خریدتے وقت جو مصیبت پڑی تھی۔ وہ تو تم سُن ہی چکی ہو۔ اس کے بعد نہ معلوم کس وقت چلنے والی گاڑی میں سوار ہوئے۔ میں نے غلطی سے تمام یورپ کے سفر میں اپنا کل اسباب یعنی تیوں سوٹ اپنے ہمراہ رکھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بعض اوقات ان کا وجود وبال جان معلوم ہوتا تھا؛ جنیوا کا ریلوے اسٹیشن کافی بڑا ہے۔ یہاں سے چاروں طرف دن میں بیسیوں گاڑیاں جاتی ہیں۔ اس لئے قریب قریب ہر وقت اسٹیشن پر ایک بارات سی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے بڑے مقامات پر ایک نو وارد کو کافی زحمت اُٹھانا پڑتی ہے۔ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ نو وارد گونگا بھی ہو۔ اور بہرا بھی۔ بہرطور کچھ اپنی محنت۔ کچھ قلی کی امداد ہم لوگ بھی اپنے اسباب کے پلندوں کے ساتھ گاڑی میں لاد دیئے گئے۔ جنیوا سے روانہ ہو کر بیسیوں میل تک ہماری گاڑی سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہی یا تو اس وجہ سے کہ میں اٹلی کے اندرونی حصہ میں پہلی مرتبہ سفر کر رہا تھا۔ یا واقعی یہ حقیقت تھی۔ کہ مجھ پر اس کے اکثر مناظر نے کافی اثر ڈالا۔ ایک جانب سمندر اور ایک جانب پہاڑ اور وسط میں ہماری صبا رفتار ریل عجب دلکش منظر تھا۔ اس دوران میں اکثر سرنگوں میں سے بھی گزرنا ہوا۔ کوئی سرنگ چھوٹی۔ کوئی بڑی۔ کہیں اندھیرا۔ کہیں روشنی۔ حد نظر تک زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس میں کاشت نہ کی گئی ہو۔ غالباً انگور کی کاشت یہاں کافی پیمانہ پر ہوتی ہے۔ ریل کے ہر دو جانب میلوں تک صرف انگور کی بیلیں نظر آتی ہیں؛

یورپ کی ریلوں میں تین مختلف درجے ہوتے ہیں۔ فرسٹ سیکنڈ۔ تھرڈ۔ ہمارے

Taj Tahir Foundation

ہندوستان کی طرح یہاں کا تھرڈ بھی تختوں والا ہوتا ہے۔ البتہ فرق اتنا ہے۔ کہ یہاں پر ایک مسافر اسی قدر جگہ کا مالک ہوتا ہے۔ جتنی جگہ میں آسانی بیٹھ سکے۔ اور ہندوستان میں اس کی ملکیت ایک دری یا سوزنی کی وسعت پر منحصر ہے۔ اگر اتفاق سے ایک سوزنی بچھانے کی جگہ مل گئی۔ تو پھر کسی کی مجال نہیں۔ جو اس طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ مگر شرط یہ ہے۔ اس درجے کے مسافر کچھ تھوڑے بہت بھلے مانس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے۔ کسی موقع پر صاحب سوزنی کو یہ الفاظ سُننا پڑیں۔ "ارے اُٹھتے ہو۔ یا نہیں۔ ہم نے بھی کرایہ دیا ہے" لیکن اس کے برعکس یہاں کسی کو اس قسم کے الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یا یہ کہو۔ کہ اتنا موقع ہی نہیں ملتا؛

عام تعلیم اور معیار زندگی اعلیٰ ہونے کے باعث ان لوگوں کا ظاہری اخلاق بھی کافی وسیع ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی اس کا ثبوت پورے دو گھنٹہ کھڑے رہ کر پیش کر دیا۔ اگرچہ یہاں کے ریل کے درجوں میں ذرا جگہ کی قلت رہتی ہے۔ لیکن موسم اور ضروریات کے لحاظ سے کافی آرام دہ ہیں۔ موسم سرما میں ہر درجہ گیس کے نلوں کے ذریعے گرم رکھا جاتا ہے۔ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس تو علیحدہ رہے۔ تھرڈ کلاس کے غسل خانوں میں بھی تولیہ۔ صابون گرم و سرد پانی ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ہر گاڑی کے ساتھ ایک کھانے کی گاڑی بھی ضرور ہوتی ہے۔ کھانے کے وقت سے پندرہ منٹ قبل ہر درجے میں اطلاع کر دی جاتی ہے۔ کہ "کھانا تیار ہے"۔ مجھے خیال آیا۔ کہ دیکھوں ہندوستان کی طرح یہاں پر بھی اسٹیشنوں پر مختلف سروں سے گانے والے خوانچہ والے موجود ہیں۔ یا نہیں۔ لیکن مجھے اس کوشش میں کہیں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ قریب قریب ہر اسٹیشن پر اخبار فروش لڑکے یا لڑکیاں ضرور نظر پڑیں۔ صرف ایک اسٹیشن پر آئس کریم نہایت خوب صورت لکڑی کی قلفیوں میں مع لکڑی کے چمچوں کے ضرور فروخت ہو رہی تھی۔ واقعی کافی لذیذ بھی؛

غرض ان تجربوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے کسی نہ طرح ہم لوگ شام کو پانچ بجے پیزا پہنچ ہی گئے۔ اسٹیشن ہی کے قریب منروا ہوٹل میں قیام کیا۔ اتفاق سے ہوٹل کا ایک ملازم کچھ یونہی سی انگریزی جانتا تھا۔ اس کا وجود ہم نے بڑا غنیمت جانا۔ تھوڑی دیر ہوٹل میں قیام کر کے بالآخر اس خمیدہ مینار کی زیارت کو روانہ ہو گئے۔ جو دنیا کے ہفت عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ غالباً پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ اٹلی میں رومن کیتھولک مذہب

Taj Tahir Foundation

کا مرکز ہونے کے باعث نہایت خوب صورت کلیسا موجود ہیں۔ پیزا میں بھی درجنوں نہایت خوب صورت کلیسا اور دیرینہ عبادت خانے ہیں۔ یہاں کی تمام پُرانی عمارتیں زیادہ تر سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی ہیں۔ جس کی خاص وجہ یہ ہے۔ کہ اٹلی کے پہاڑوں میں یہ پتھر بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ جس طرح ہندوستان میں پُرانے زمانے کی عمارتوں میں سنگ سرخ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح یہاں پر سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔ سنگ تراشی واقعی ان لوگوں کا حصہ ہے۔ بت اور مجسمے اس قدر تناسب اور خوبصورتی سے تراشے گئے ہیں۔ کہ اکثر ان کے نقلی ہونے میں شبہ ہوتا ہے۔ بعض بعض عمارتیں تو اس قدر نظر فریب ہیں۔ کہ دل چاہتا ہے۔ ان کو دیکھا ہی کرو۔

پیزا کا مشہور مینار شہر کے شمالی حصہ میں واقع ہے۔ جس وقت ہم لوگ پہنچے۔ تو قریب قریب بالکل اندھیرا ہو گیا تھا۔ لیکن حکومت کی طرف سے شب میں مینار پر ہر دو سمت سے روشنی اس طور پر ڈالی جاتی ہے۔ کہ انسان اس کو بخوبی دیکھ سکے۔ شب کی تاریکی میں ایک سفید خمیدہ مینار کا منظر کچھ عجیب کیفیت رکھتا ہے۔ یہ مینار ۱۱۷۴ء میں تعمیر ہونا شروع ہوا۔ دوران تعمیر میں اس کی بنیادوں میں کسی وجہ سے خم آگیا۔ لیکن یہ خم اس وقت معلوم ہوا جبکہ قریب قریب نصف مینار تیار ہو چکا تھا۔ چنانچہ انجینیروں نے غالباً تجربے کی غرض سے پورا مینار انہیں خمیدہ بنیادوں پر تعمیر کر دیا۔ باوجودیکہ اس وقت اس کی عمر قریب آٹھ سو سال کے ہے۔ لیکن لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ہنوز کافی مضبوط ہے۔ اس کا خم اس کی مضبوطی میں مانع نہیں۔ ہندوستان کے برعکس یورپ کے آثار قدیمہ کی زیارت بغیر دام کے نہیں ہو سکتی۔ دوسرے روز ہم نے دو دو لیرا کے ٹکٹ خرید کر (ایک لیرا قریب ۳؍ کے ہوتا ہے) ہم لوگوں نے اس پر چڑھنا شروع کیا۔ اس میں چھ منزلیں اور بہت سے دریچے ہیں۔ بالائی منزل پر پہنچ کر مجھے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ گرا جا رہا ہوں۔ یہ اس وجہ سے نہیں۔ کہ یہ مینار بہت اونچا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ایک جانب کو جھکا ہوا ہے۔ بڑی مصیبت سے سانس روک کر اللہ اللہ کرتے ہوئے بالائی دریچے کا ایک طواف کیا۔ اور اسی پر سے کیمرہ سے کہ قرب وجوار کے مناظر کی تصویریں اتاریں۔ اس پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے شہر کے تمام مکانات اور چمنیاں وغیرہ ایک طرف کو جھکی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ یہ نظر کا دھوکا

Taj Tahir Foundation

ہے۔ مینار کے قریب ایک وسیع میدان میں دو بہت خوب صورت کلیسا ہیں۔ شہر اگرچہ چھوٹا ہے۔ لیکن بہت خوشنما ہے۔ وسط شہر میں دریائے آرنو بہتا ہے۔ اس کے کنارے پر ہر دو جانب۔ کلیسا فیکٹریاں اور پرانی عمارتیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں پر صفائی کا انتظام خاص طور پر بہت عمدہ ہے۔ دن میں ایک مرتبہ تمام شہر کے گلی کوچے ضرور دھوئے جاتے ہیں۔

شہر میں بہت سی فیکٹریاں ہیں جن میں آئینے۔ مٹی کے برتن وغیرہ وغیرہ تیار کرکے دوسرے ممالک کو روانہ کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ہوٹل کے قریب متعدد قہوہ خانے موجود تھے۔ جن میں علاوہ خورد نوش کے سامان تفریح بھی مہیا تھے۔ ہر قہوہ خانہ میں ایک ایک کافی طاقت کا ریڈیو لگا ہوا تھا۔ شب میں ریڈیو پر گانے اور مختلف ممالک کی خبریں سننے کی غرض سے ہزاروں آدمی۔ مرد اور عورتیں سڑک پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اچھا خاصا نوچندی کا سا میلہ ہو جاتا ہے۔ شب میں دس بجے سے ایک دو بجے تک کافی چہل پہل رہتی ہے۔

پیزا کے قرب وجوار کے مناظر بھی نہایت دل کش ہیں۔ اس کے قریب پہاڑوں پر نہایت شاندار پرانی عمارتیں اب بھی موجود ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اکثر مقامات پر نہایت خوشنما آبشار بہت ہی جاذب نظر ہیں۔ یہاں کا عجائب خانہ۔ یونیورسٹی وغیرہ بھی خوب مشہور ہیں۔ لیکن یہاں کے اور پوم پی آئی کے عجائب خانوں میں اتنا فرق ہے۔ کہ پوم پی آئی کے عجائب خانے میں وحشت پرستی ہے۔ اور یہاں پر حسرت۔ اکثر پرانے بادشاہوں کے استعمال شدہ اسلحہ جنگ۔ پوشاک۔ گاڑیاں وغیرہ نہایت قرینے سے دکھائی گئی ہیں۔ اس وقت تک اس عجائب خانے میں ایک گاڑی موجود ہے۔ جو کسی بادشاہ نے کئی سَو سال قبل کسی خونریز جنگ کے موقع پر استعمال کی تھی۔ گاڑی کیا ہے اچھا خاصا چول چول کا مربا ہے۔ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اس زمانے میں وہی گاڑی ایک موٹر سے زیادہ وقیع ہوگی۔

اٹلی اور ایبی سینیا کی جنگ کے باعث جنیوا اور نیپلس کی طرح لوگوں میں کافی ہیجان تھا۔ جسے دیکھو وہ وردی پہنے۔ کاندھے پر بندوق رکھے۔ لیفٹ رائٹ لیفٹ رائٹ کرتا چلا جا رہا ہے۔ ریلیں۔ ہوائی جہاز۔ موٹر گھوڑے۔ گدھے وغیرہ ہر شئے لڑائی کی تیاریوں میں مشغول تھی۔ بعض سپاہی چست اور بعض سست۔ اکثر ناتواں اور اکثر ایسے

کمزور کہ ناک پکڑے سے دم نکلے۔ جس گاڑی سے ہم لوگ پیرا سے واپس ہوئے۔ اس سے کچھ فوج غالباً جنیوا جارہی تھی۔ اسٹیشن پر مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے غرضکہ ہر قسم کا انسان موجود تھا۔ عزیزوں کا اجتماع۔ ضعیف والدین کی اپنے چہیتے بیٹوں سے دائمی یا وقتی مفارقت۔ دوستوں کا خداحافظ کہنا۔ اور پھر سب کا مل کر کچھ گانا میں تو اس نظارے کو دیکھ کر کچھ ایسا محو ہوا۔ کہ اپنے وجود تک کا احساس نہ رہا۔ غرضکہ اسی میری محویت کے عالم میں گاڑی بھی روانہ ہوگئی۔ اور مجھے اس وقت ہوش آیا جبکہ ایک ہم سفر خاتون نے نہ معلوم کس جذبے کے ماتحت رونا شروع کیا۔ میں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر خیال کیا۔ کہ وہ وطن پرست بہادر خاتون ممکن ہے۔ یہ نرس کی حیثیت میں لام پر جارہی ہوں۔ اور اب بچھڑے ہوؤں کی یاد میں اظہار غم کر رہی ہیں۔ اس لئے قدرتاً مجھے ان سے ہمدردی ہوگئی۔ اور انگریزی میں ہمدردی اور افسوس کے جتنے بھی الفاظ یاد تھے۔ وہ نہایت عجلت میں کئی بار دہرا دیئے۔ ساتھ ساتھ حتی الامکان اپنی صورت بھی غمگین بنائی۔ اور کوشش کی۔ کہ ان کی ہمدردی میں میرا بھی کوئی آنسو نکل آئے۔ لیکن اس میں فوراً کامیابی نہ ہوسکی مگر افسوس کہ ہزار کوشش کے باوجود نہ وہ میری ہمدردی کی کچھ قائل ہوئیں۔ اور نہ میں ان کے غم کو معلوم کرسکا۔ لیکن خدا بھلا کرے مسٹر جنگ کی ٹوٹی پھوٹی جرمن اور فرانسیسی زبان کا جو انہوں نے بڑی محنت سے اتنا معلوم کرلیا۔ کہ محترم خاتون کا عزیز کتا اس مجمع میں اسٹیشن پر گم ہوگیا۔ اور اب اس کی یاد آنسوؤں کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ سن کر ذرا میرے حواس بھی قائم ہوئے۔ ورنہ یقین مانو کہ کچھ سگرٹ کا دھواں۔ کچھ جماہیاں۔ اور کچھ ہمدردی ان تینوں کی مدد سے میرے بھی آنسو بس نکلنے ہی والے تھے؛

خیر یہ تو تھا جملہ معترضہ۔ اب سنو۔ واپسی پر ہم کو سوئٹزرلینڈ کے واسطے جنیوا پر گاڑی تبدیل کرنا تھی۔ دو بجے جنیوا پہنچے۔ اسٹیشن پر پھر وہی طوفان محشر تھا۔ جدھر دیکھئے۔ ہر پلیٹ فارم پر ایک مکمل مسافر گاڑی مع ایک عدد برقی انجن کے تیار ہے۔ (یہاں بجائے کوئلہ کے برقی انجن استعمال ہوتے ہیں۔) اسٹیشن پر ہزاروں کی تعداد میں مرد عورتیں بوڑھے بچے موجود تھے۔ مگر بجز ہم دو ہندوستانیوں کے غالباً باقی تمام لوگ مطمئن نظر آرہے تھے۔ خاص کر طبقہ اناث مردوں سے زیادہ چست تھا۔ اس موقع پر مجھے اپنی

Taj Tahir Foundation

ہندوستانی بہنوں کا سفر یاد آگیا۔ کیونکہ ایک تو ہندوستانی بہنوں کو سفر کا موقع ہی کہاں ملتا ہے۔ اور اگر اتفاق سے کسی قریب کے عزیز کی شادی میں جانے کا اتفاق ہو گیا۔ تو پھر اس معصوم صفت ہستی کی پریشانی اور گھبراہٹ کا اندازہ ایک ریلوے اسٹیشن پر خوب ہو سکتا ہے۔ سرتاپا برقع میں ملبوس ایک بغل میں بچہ۔ دوسرے ہاتھ میں پاندان یا چھوٹی سی گٹھری۔ پاجامہ پر موزے چڑھائے ٹھوکریں کھاتی نہایت بدحواسی کے عالم میں ایک قطار کی قطار سردار قافلہ کے ساتھ جس کے سپرد دوران سفر میں صرف یہی کام ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کی رہبری کرتی چلی جاتی ہیں۔ اکثر ایسے موقع پر یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ روانگی کے وقت تو دس عدد برقع پوش بہنیں تھیں۔ لیکن ریل میں بیٹھ کر جب حاضری لی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دو کم ہیں۔ تلاش پر پتہ چلا۔ کہ راستہ بھول گئیں۔ اور اب تنہا پریشانی میں کسی کونے میں کھڑی رو رہی ہیں۔ غرضکہ اس قسم کے تجربے اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ کیا جنیوا اور کیا تمام یورپ یہاں کی عورتیں اس قسم کی پریشانی سے محروم ہیں۔ باقی حالات آیندہ تحریر کروں گا۔ سب بزرگوں کی خدمت میں میری جانب سے آداب کہدو۔

تمہارا بھائی سید احمد قاضی

مرسلہ محمودہ خاتون نصیر بریلوی از لکھنؤ

ناحق مانگنا

۱۵ فروری ۱۹۳۶ء کے پرچے میں محترمہ شہزاد جہاں بیگم نے عنوان بالا سے ایک بہت لمبا چوڑا مضمون سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس میں مبالغہ کی انتہا نہیں رہی ہے۔ یا اگر انہوں نے صحیح واقعات کی بنا پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ تو ہمیں بیحد تعجب ہے۔ کہ بہن صاحبہ کو شہزادہ بھی آگرہ جیسے مشہور شہر میں رہتے ہوئے اس قدر بد تہذیب لوگوں سے کس طرح سابقہ پڑتا ہے۔

کوئی ایسا تہذیب یافتہ متمدن اور ذی حیثیت انسان نہیں ہوگا۔ جس کو کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے شرم نہ آتی ہو۔ خواہ کیسی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔ جبتک کہ انسان مجبور نہ ہو جائے۔ اس کی خودداری ہرگز یہ گوارا نہ کرے گی۔ کہ وہ بے کار بھی کسی کے آگے دست سوال دراز کر کے مفت میں ذلت اور سبکساری برداشت کرے۔ انسان کی سرشت میں

یہ بات ہرگز موجود نہیں۔ ہاں یہ میں ضرور کہوں گی۔ کہ مستثنےٰ کلیہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کسی انفرادی نقص پر ہم ہرگز یہ رائے قائم نہیں کر سکتے۔ کہ عام طور پر لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ خصوصاً افسروں کی بیویاں یا امیر رشتہ دار۔ اول الذکر خواتین کے مانگنے کے طریقے اور غریبوں سے محنت مزدوری کرانے کا سلوک آپ نے کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے۔ کہ اس پر خواہ مخواہ بھی رشوت ستانی کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگر افسروں کی بیویوں کا یہ رویہ ہوگا۔ تو ان کے شوہر اپنی حکومت کا مظاہرہ نہ معلوم کس طرح کرتے ہوں گے۔ اب رہ گئی۔ امیر رشتہ داروں سے زبردستی مانگ اور چھین کر وصول کرنے کی ترکیب یہ اور بھی دلچسپ ہے۔ بہن صاحبہ کو غالباً یاد ہوگا۔ کہ پچھلے دنوں خود انہوں نے غریب رشتہ داروں کی بے غیرتی۔ ان کا بن بلائے مہمان ہونا اور اپنے متمول رشتہ داروں سے بیجا ناز برداری کرانے کی مذمت کی تھی۔ اور آج امیروں کے سر ہو گئی ہیں۔ بڑی حیرت کا مقام ہے۔ کہ بہن صاحبہ کی جولانی طبع کسی کو بھی ہدف ملامت بنانے سے نہیں چھوڑتی۔ حتیٰ کہ کم آمدنی والے عزیزوں کے بچوں پر بھی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ اور انہیں ان پر تان توڑنے کے الزام میں فرد جرم لگا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی اور اپنے خاندان کی تعریف کرتی ہیں۔ یہ تذکرہ ان کے ہر مضمون میں پایا جاتا ہے۔ اور مجھے بہت افسوس ہوتا ہے۔ کہ بیکار تہذیب کے گرانقدر صفحات ان تذکروں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ان مضحکہ خیز قصوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ غیر قوموں میں کی عورتیں عام طور پر ہندوستانی مسلمان بیویوں کو ذلیل۔ گندہ ناتراش اور غیر مہذب سمجھنے لگتی ہیں۔ یہ کچھ آپ کے والدین پر موقوف نہیں۔ بلکہ ہر ذی غیرت شریف گھرانے میں والدین اپنے بچوں کو کسی سے مانگنے کی بری عادت پیدا نہیں ہونے دیتے۔ امیر۔ متوسط یا تعلیم یافتہ لوگوں میں تو اس کی مثال ملنی ممکن ہی نہیں۔ بلکہ بہتیرے چھوٹے لڑکوں کو بھی دیکھا ہے۔ جو چار روپے کی ملازمت کرتے ہیں۔ مگر کیا مجال جو کسی کھانے پینے کی چیز کو نظر بھر کر تو دیکھ لیں۔ سوائے بھک منگے فقیروں یا ان کے پروردہ اور سکھائے ہوئے بھک منگے بچوں اور عورتوں کے اور کوئی شخص ایسی حرکات نہیں کر سکتا۔ بہت سے ہندوستانی گھرانوں اور خصوصاً مسلمانوں میں اب تک عام طور پر کئی بھائی مل کر رہتے ہیں۔ مگر ہم نے آج تک کسی گھرانے

Taj Tahir Foundation

میں نہیں دیکھا۔ کہ ایک بھائی کا بچہ دوسرے بھائی پر خواہ مخواہ فرمائشں کی بوچھاڑ کر رہا ہو۔ یا ایک کے کھانے کی چیز دوسرا چھین رہا ہو۔ اگر یہ طریقہ ہر گھر میں رائج ہو۔ تو پھر دو یا تین کنبے کسی طرح بھی مل جل کر نہ رہ سکیں اور امیر فقیر اور فقیر امیر بن جائیں ؎

ایک جگہ آپ فرماتی ہیں۔ کہ "اکثر بیویاں امیر ہو کر روپیہ مانگتی پھرتی ہیں۔ اور پھینول ادا نہیں کرتیں"۔ یہ تو موضوع ہی جداگانہ ہے۔ ایسے "مانگنے" کو نادہندگی کہتے ہیں +

قرض ایک علت ہے۔ قرض لینا اور دینا دونوں ہی ایک طرح سے بُرا ہوتا ہے۔ ایک فلاسفر کا قول ہے۔ کہ اگر تمہیں کسی دوست سے علیحدگی منظور ہو۔ تو اُسے قرض دو۔ یا قرض مانگو۔ لیکن ! شدِ ضرورت کی حالتوں میں اسلام نے قرض حسنہ کو بھی ایک قسم کی عبادت قرار دیا ہے۔ تاکہ وقت پر کاربرای ضرورت مندوں اور حقیقی غرض مندوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو۔ اور قرض کی صورت میں ادائی کے فرائض ہمارے پیش نظر رہ کر ہمیں دریوزہ گری کی ذلت سے باز رکھیں ؎

محترمہ پھر ایک جگہ فرماتی ہیں۔ کہ بعض لوگوں کی اس قدر خراب عادت ہوتی ہے کہ جب وہ گھر میں آتے ہیں۔ تو سب چیز دیکھ جاتے ہیں۔ کہ کیا کیا رکھا ہے۔ پھر دوسرے وقت وہی چیز مانگنے کو آموجود ہوتے ہیں۔ گویا وہ چوروں ایسی تیز نگاہی سے گھر کی چیزوں کو بھانپ لیتے ہیں۔ اور پھر سینہ زوری سے انہیں طلب کرتے ہیں۔ سبحان اللہ جن لوگوں کے ایسے عزیز یا دوست ہوں واقعی انہیں بجدجدوجہد اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور ایسے بے حیا لوگوں کی مرمت صرف اخباروں کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے ؎

ایک جگہ لکھتی ہیں "ہمارے پڑوسی صاحب نے ایک کمبل میرے ایک عزیز کو اوڑھے دیکھا دوسرے ہی دن آن کھڑے ہوئے۔ کہ کمبل دیدو۔" روپیہ تو ہاتھ میں دیکھ ہی نہیں سکتے جو برابر کے دوست ہیں۔ ان کا یہ فیشن ہے۔ کہ چیز چھینی اور ہوا ہوگئے۔ بھلا یہ تو پڑوسی نہ ہوئے۔ قزاق ہی ٹھہرے۔ آج کمبل اڑا لیا۔ تو کل کوٹ اُتروا لیں گے۔ پرسوں بوٹ پر ہاتھ صاف ہوگا۔ بھلا ایسی لٹیری ذہنیت کے لوگ کہیں کسی نے کاہے کو دیکھے ہوں گے۔ لیکن ایک نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ غیر قومیں علی الاعلان کہنے لگیں گی۔ کہ اب تک مسلمانوں میں عربی بدوؤں کا اثر موجود ہے۔ اور وہ باوجود اس قدر متمدن اور مہذب ہو جانے کے اس معاشرتی نقص میں اسی طرح مبتلا ہیں ؎

محترمہ کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ہر غیور مال اپنے

Taj Tahir Foundation

بچے کو قناعت پسندی اور عالی ظرفی کی تعلیم دیتی ہے۔ غریب اور فلاکت زدہ مائیں ہرگز یہ پسند نہ کریں گی۔ کہ ان کا بچہ امیر رشتہ داروں کے آگے دست سوال پھیلا کر اپنی غربت کا اظہار کرے۔ اور نہ امیر عزیز یہ پسند کریں گے۔ کہ ان کے بچے خواہ مخواہ بھی کم حیثیت رشتہ داروں سے چیزیں اور روپیہ طلب کرتے پھریں ؛

پارٹی مانگنا یا پک نک وغیرہ کا مطالبہ کرنا بے تکلف دوستوں میں کسی خاص کامیابی اور خوشی کے موقع پر ناجائز نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کو "منگنے پن" پر محمول کر سکتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے۔ کبھی ایک پارٹی سے پک نک۔ شکار۔ یا اور کسی تفریح کے سامان مہیا کرائے گئے۔ تو پھر دوسری دفعہ سارے اخراجات دوسری پارٹی نے اٹھائے لیکن اس طرح خواہ مخواہ اپنی سوسائٹی کو بدنام کرنا اور عیبوں میں مبتلا بتلانا۔ گویا اپنا خاک آپ اڑانا ہے ؛

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

درگاہ گلبرگہ شریف

ذیل کے حالات میاں محمد احمد سبزواری سلمہ نے حیدرآباد سے اپنے تازہ خط میں لکھے ہیں۔ جو تہذیبی بہنوں کی آگاہی کے لئے درج کئے جاتے ہیں :۔

گلبرگہ کو دکن میں وہی اہمیت حاصل ہے۔ جو شمالی ہند میں اجمیر کو۔ خواجہ بندہ نواز رح کو اس خطہ میں بڑی شہرت اور عظمت حاصل ہے۔ یہاں سے یہ مقام ۱۴۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ ریل اور موٹر دونوں جاتی ہیں۔ ریل کا کرایہ چھ روپے آٹھ آنے ہے۔ اس زمانے میں یہاں عرس ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم بیس آدمیوں نے ایک لاری اسی روپے میں کی۔ اور گلبرگہ گئے۔ اور اس طرح فی کس چار روپے آئے۔ ۹ فروری کی رات کو نو بجے ۲۰ آدمیوں کا قافلہ موٹر میں سوار ہوا۔ اگرچہ ایک موٹر میں ۲۰ آدمیوں کا بیٹھنا۔ اور اس پر طویل سفر ایک قیامت سے کم نہ تھا۔ پھر راستہ کی خاک جس نے کپڑوں کی صورت تک بدل دی۔ مگر چونکہ طالب علم تھے۔ گاتے بجاتے اور ٹھکتے ہوئے صبح گلبرگہ پہنچے ؛

گلبرگہ یوں تو چھوٹا سا شہر ہے۔ مگر عرس کے زمانے میں بڑی گہما گہمی رہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو خواجہ صاحب رح سے خاص عقیدت ہے۔ اس دن حضور ممدوح صبح شام دو مرتبہ درگاہ پر آئے۔ مہاراجہ بہادر بھی آئے۔ عرس دیکھا۔ زیارت کی۔ سلاطین بہمنیہ کے مزارات۔ قلعہ۔ جامع مسجد۔ شہر

تالاب وغیرہ دیکھا۔ رات کو ڈھائی بجے وہاں سے چل کر صبح دس بجے حیدرآباد واپس آگئے۔ ہمارے ٹھہرنے کا انتظام ایک اسکول میں ہوگیا تھا۔ جہاں مشکل سے دو چار گھنٹے سونے کا موقع مل سکا یہاں جس قدر بھی شرک وکفر دیکھنے میں آئے۔ اسے غیر مسلم دیکھیں۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسلمان بھی توہم پرستی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں؛

درگاہ کی عمارت بڑی ہے۔ مزار پر ایک گنبد ہے۔ اور خاص مزار کے اطراف میں ایک کٹہرا لگا ہوا ہے۔ جس میں ایک دروازہ ہے۔ جس سے بہ یک وقت دو تین آدمی داخل ہو سکتے ہیں۔ ہمارے دوسرے ساتھیوں نے یہاں پھول چڑھائے میں نے نہیں چڑھائے۔ البتہ ایک صاحب نے اپنے پھول چڑھانے کے لئے مجھے دیئے تھے۔ جن کی تعمیل میں نے کردی۔ مزار کے اندر سخت گرمی تھی۔ اگرچہ یہ وقت شام کا تھا۔ علاوہ اس کے اندھیرا اس قدر تھا کہ آدمی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ پھول اس قدر کثرت سے چڑھائے گئے تھے۔ کہ وہ مزار پر سے اِدھر اُدھر گر گئے تھے۔ اور ان کے عرق کی وجہ سے زمین اچھی خاصی چپچپی ہوگئی تھی؛

ایک مجاور نے مجھ سے پھول چڑھانے کو کہا۔ میں نے پھول چڑھا دیئے۔ اور اگر بتی اس کو دی۔ کہ لوگوں کے ایک ریلے نے مجھے گرا دیا۔ اس کے بعد مجاور نے مجھ سے قبر کو بوسہ دینے کو کہا۔ میں نے بات ٹال دی۔ مگر جب اس نے دوبارہ کہا۔ تو میں نے صرف دونوں ہاتھوں سے قبر چھولی؛ بعد ازاں اس نے نیاز مانگی۔ مگر میں نے اسے کچھ نہیں دیا۔ اور پھر اکر پیچھے ہٹا۔ کہ دفعتاً ایک پھندا سا میرے گلے میں پڑا۔ میں ڈر گیا۔ کہ مبادا یہ مجاور کی شرارت ہو۔ اور جلدی سے اسے نکال پھینکا۔ اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اور موقع دیکھتے ہی باہر نکل آیا۔ بیرونی حصے میں آکر ہوش و حواس درست ہوئے۔ اور میں نے فاتحہ پڑھی؛

مجھے تو یہاں لوگوں کا سجدہ کرتے۔ چومتے روتے۔ فقیروں کو لڑتے اور پولیس کے ڈنڈے کھاتے ہوئے اور تعلیم یافتہ لوگوں کو "میری بگڑی ہوئی بنا دے" یا "غریب نواز" جیسی قسم کی چیزیں پڑھتے دیکھ کر سخت کوفت ہوئی۔ میرے قلب میں تو کچھ تاثرات پیدا نہیں ہوئے۔ اور ہوتے بھی کیونکر۔ جبکہ سر پر ڈھول نقارے بج رہے تھے۔ خوش اعتقادوں کی بابت میں کچھ کہہ نہیں سکتا؛

اہلیہ سید احمد سبزواری۔ بھوپال

Taj Tahir Foundation

مسلم خواتین کا ایڈریس

ہز ہائنس آغا خاں کا گرانقدر عطیہ

یکم فروری کو ۴ بجے ہز ہائنس سر آغا خاں کراچی مسلم خواتین ایسوسی ایشن میں تشریف لائے۔ جہاں آپ کی خدمت میں بکس میں سفید ریشم پر چھپا ہوا ایڈریس پیش کیا۔

تقریباً ایک ہزار معزز خواتین نے ہال میں جمع ہو کر سر آغا کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ یورپین اور پارسی خواتین بھی وہاں موجود تھیں۔ خواتین کے علاوہ شہر کے معززین نے بھی شرکت کی۔ جن میں سیٹھ عبداللہ ہارون۔ مسٹر ہاشم گزدر۔ قاضی خدا بخش میئر۔ خان صاحب فضل الٰہی۔ مسٹر حاتم علوی۔ سید محمد اسلم۔ مسٹر حاتم طیب جی۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۴ بجے ہز ہائنس سیٹھ عبداللہ ہارون اور سیٹھ یوسف عبداللہ ہارون کی معیت میں تشریف لائے۔ ممتاز جہاں بیگم دختر بابو رحیم بخش برقع پوش خاتون نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ جس کے احترام میں ہز ہائنس اور تمام حاضرین کھڑے ہو گئے۔ پھر رقیہ بیگم نے خیر مقدم کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

انجمن کی نائب پریزیڈنٹ مسز حاتم بی طیب جی نے انگریزی میں ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ اور انجمن کی سکرٹری مریم زمانی بیگم حافظ شریف حسین نے اردو میں ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ ایڈریس کے بعد مرحوم بابو رحیم بخش کی اہلیہ محترمہ صدر انجمن خواتین نے ایک نقرئی بکس اور سنہری ہار ہز ہائنس کی خدمت میں مع ایڈریس کے پیش کیا۔ خواتین برقع پہنے ہوئے تھیں۔

اس کے بعد ہز ہائنس نے انگریزی میں تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:-

ہز آغا خاں نے پہلے مسلم خواتین کی طرف سے عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسلم خواتین کی بیداری اور ایسوسی ایشن ہال کی تعمیر پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ سندھ کا مستقبل سندھ کی خواتین سے بہت زیادہ وابستہ ہے۔ سندھ کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود سندھ کی عورتوں پر منحصر ہے۔

آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ کیا کراچی میں جبری تعلیم کا نفاذ ہے۔ اور مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ جس پر میئر کارپوریشن قاضی خدا بخش نے جواب دیا۔ کہ کارپوریشن صرف پرائمری تعلیم مفت دیتی ہے۔ اور جبری تعلیم کا نفاذ صرف شہر کے ایک حصے میں ہے۔ اور وہ بھی صرف لڑکوں کے لئے۔ آپ نے اس امر پر اظہار تعجب کیا۔ اور فرمایا کہ

Taj Tahir Foundation

عورتوں کی جہالت دور کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ تعلیم یافتہ عورتیں والنٹیئر بن کر جاہل عورتوں کو سمجھائیں۔ اور ان میں تعلیم کا شوق پیدا کریں۔ آپ نے غیر مسلم خواتین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ انسانی دنیا کو ترقی دینے کے لئے ضرورت ہے۔ کہ آپ اپنی مسلمان بہنوں کو تعلیم میں جو پیچھے ہیں۔ امداد دیں۔ اور ان کو تعلیم دیں۔ اور دستکاری سکھائیں۔ اور ان کی رہبری کریں ؎

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمان عورتیں غریب ہیں۔ اور ان میں دستکاری کو رواج دینے کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے عورتوں کی ذمہ داری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ان کو اپنی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو سدھارنے کے لئے تعلیم حاصل کرنی چاہئے ؎

آپ نے عمارات کے ناکافی ہونے کے متعلق ذکر کیا۔ اور اپنی طرف سے ایک ہزار روپے کا عطیہ بطور امداد دینے کا اعلان کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر انجمن اپنے اغراض ومقاصد پر قائم رہی۔ تو میں آئندہ اور زیادہ امداد دوں گا۔ آخر میں آپ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا ؎

حافظ شریف حسین صاحب نے آپ کی تقریر کا خلاصہ اردو میں بیان کیا۔ تاکہ تمام اور خواتین اس سے متمتع ہوسکیں۔ اس کے بعد ہز ہائنس سیٹھ حاجی عبداللہ کی معیت میں تشریف لے گئے ؎

سکرٹری

محفل تہذیب

نہایت مسرت سے تہذیبی بہنوں کو یہ خوش خبری سناتی ہوں۔ کہ میری عزیز ترین سہیلی س۔ ن بیگم جو سید فیاض حسین صاحب جاگیردار کی اکلوتی صاحبزادی ہیں۔ ان کی شادی خانہ آبادی بھائی سید بشیر احمد بشیر "اڈیٹر اشاعت تعلیم" سے بروز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ فروری سنہ ۱۹۳۶ء کو بمقام تلی گانڈل دساور بخیر و خوبی انجام پائی۔ اس خوشی میں جانبین نے مقامی "انجمن تنظیم المسلمین" میں بیالیس روپیہ چندہ دیا۔ جو لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی و دنیوی تعلیم کی یکساں حامل ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل دولھا دولہن کی ازدواجی زندگی کامیاب کرے۔ اور انہیں باہمی محبت و اخلاص اور صحت و مسرت سے رکھے۔

آمین!

بیگم عبدالحمید بیگ۔ ناگپور

Taj Tahir Foundation

(۱) ۱۳ فروری کے اخبار تہذیب نسواں میں جناب سید اقبال حسین صاحب حیدرآباد نے گلستان سعدی کا ترجمہ اُردو میں طلب کیا ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے قیمت ۸ ر ہے۔ پتہ ذیل سے خط وکتابت کریں ✤

۲- محفل تہذیب مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۶ء میں ایک تہذیبی بہن کی لڑکیوں کے لئے "اندراتا" کی مجرب آزمودہ دوا طلب کی ہے۔ میں ایک بے ضرر آسان دوا لکھتا ہوں۔ امید ہے۔ فائدہ ہوگا ✤

دن کے بارہ بجے دوپہر کے وقت لڑکیوں کے سروں پر بھیڑ کے دودھ کی مالش کرکے شام کے تین چار بجے سروں کو دھو ڈالیں۔ پانچ چھ دفعہ کے استعمال سے آرام ہو جائے گا ✤ یہ علاج گرمیوں میں کرنا چاہئے۔ اور "بھیڑ" کے دودھ کی مالش کریں۔ بکری کے دودھ کی نہ کریں ✤

۳- بجواب محترمہ ع۔ ب صاحبہ تلچری میرے پاس دو کتب ڈراما کی موجود ہیں۔ جو چھوٹے بچے ایکٹ کر سکتے ہیں دونوں کی قیمت ۱۲ ار ہے۔ پتہ ذیل پر خط لکھیں ✤ محمد مظفر الدین احمد صدیقی محمود منزل۔ ٹیکسلا۔ ضلع راولپنڈی

مجھے منشی فیض الدین دہلوی کی کتاب "سات سہیلیوں کا جھمکا" اور میر باقر علی داستان گو دہلوی کی کتاب خلیل خاں اور فاختہ" اور "اڑا ڈادھول" وغیرہ مطلوب ہیں۔ نیز ایک کتاب سجاد مرزا لکھنوی" نے صبح زندگی۔ شام زندگی۔ علامہ راشد الخیری کے طرز پر لکھی تھی۔ جس میں لکھنؤ کے خاص محاورات بکثرت درج تھے۔ ان میں سے کوئی کتاب اگر کسی بہن کے پاس موجود ہو۔ اور عاریتاً یا قیمتاً دے سکتی ہوں۔ تو جلد مطلع فرمائیں ✤

وزیر بیگم ضیا اعوان منزل۔ لاہور

جو بہنیں اور بھائی پرانے زنانہ رسائل اور اخبار اپنے کتب خانہ اور لائبریری کے لئے نصف قیمت پر خریدنا چاہیں۔ مجھ سے خط وکتابت کریں ✤

ش۔ م معرفت چودھری عبداللہ باسط صاحب اشراف محلہ سندیلہ ضلع ہردوئی

محترمہ منور پراس صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جاپان کے چند ٹکٹ جو استعمال شدہ ہوں ✤ براہ مہربانی روانہ کریں۔ ممنون ہوں گی ✤ پتہ ✤ میر اقبال علی خاں صاحب اگزیکٹیو انجنیر نیلگونڈا پوسٹ۔ حیدرآباد۔ دکن

Taj Tahir Foundation

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

آئندہ جنگ

فرانس کی ایک مشہور اہل قلم خاتون مادام جنی ولیف نبائے نے جو اکثر اخباروں کی مضمون نگار ہیں۔ اور سیاسیات میں بہت مہارت رکھتی ہیں۔ آئندہ جنگ کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں وہ لکھتی ہیں۔ کہ جرمنی ۱۹۳۷ء کے وسط میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے اعلان کئے بغیر ہالینڈ اور چیکوسلاویکیہ پر حملہ کر دے گا۔

ان کا بیان ہے۔ کہ جرمنی کے ہالینڈ پر حملہ کرتے ہی جاپان روس پر حملہ آور ہوگا۔ جرمنی کے جرنیلوں کا خیال ہے۔ کہ ہالینڈ پر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد بلجیم پر حملہ ہوگا۔ اور بحیرۂ شمالی کی بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ تاکہ برطانیہ یا فرانس ہالینڈ اور بلجیم کی مدد نہ کر سکے۔ رائن لینڈ میں مورچے بنائے جا رہے ہیں۔ جرمنی وہاں چار لاکھ سپاہی متقرر کر دے گا۔ جو فرانس کو اس علاقے میں بڑھنے نہیں دیں گے ؛

جرمنی کے مدبروں کا خیال ہے۔ کہ پولینڈ کی فوج جرمن فوج کے ساتھ مل کر چیکوسلوویکیہ پر حملہ کرے گی۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ چیکوسلوویکیہ پر دس دن کے اندر قبضہ ہو جائے گا۔ ہالینڈ کی فوجیں وہاں پہنچ کر رک جائیں گی۔ اور جرمن فوج رومانیہ سے گزر کر یوکرین کے علاقے پر حملہ آور ہوگی ؛

شاہ ایڈورڈ ہشتم کی ذاتی جائداد

لندن کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ شاہ ایڈورڈ ہشتم اپنے باپ دادا سے زیادہ دولتمند ہیں۔ انہیں اپنی جائداد سے بارہ لاکھ پونڈ سالانہ آمدنی ہو سکتی ہے۔ لیکن ۱۸۶۰ء یہ جائداد قوم کے حوالے کر دی گئی ہے۔ اور اس کے عوض بادشاہ کو چار لاکھ ستر ہزار پونڈ سالانہ ملتے ہیں۔ اس طرح ملک کو بادشاہ سلامت کی جائداد سے اچھا خاصا فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اس جائداد کا حق ملکیت شاہ انگلستان کو حاصل ہے ؛

شاہ ایڈورڈ ہشتم کو کرایہ کا بھی بہت سا روپیہ آتا ہے۔ چنانچہ لندن میں کئی دکانیں اور عمارتیں ان کی ذاتی ملکیت ہیں۔ جو صرف

Taj Tahir Foundation

پکاڈلی سرکس کی چند دکانوں سے انہیں آٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ویلز میں انہیں کان کنی اور اسکاٹلینڈ میں ماہی گیری کا حق حاصل ہے۔ ایلتھم مینالٹ ونڈسر میں ان کی بہت سی زمین ہے۔ فارسٹ آف ڈین میں ستر ہزار ایکڑ مزروعہ زمین ہے۔ جن سے انہیں خاصی آمدنی ہوتی ہے؀

اس جائداد کے علاوہ ان کی آمدنی کی اور بھی کئی مدیں ہیں۔ جو براہ راست بادشاہ سلامت کو ملتی ہے۔ کارنوال کا علاقہ ان کی جاگیر میں ہے۔ جس سے انہیں ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ وصول ہوتے ہیں۔ لنکاسٹر کی جاگیر سے تقریباً پچاس ہزار پونڈ سالانہ ملتے ہیں۔ بہت سے محل اور پارکیں بھی ہیں۔ جن سے کئی لاکھ پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے؀

میکسیکو کی عورتیں

میکسیکو کی عورتیں سیاسیات میں ذوق و شوق سے حصہ لے رہی ہیں۔ کہ ان کی سرگرمیاں دیکھ کر انگلستان کی حق طلب عورتوں کی تحریک یاد آجاتی ہے؀

انگلستان کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ پچھلے دنوں میکسیکو کی دو سو عورتوں نے جنرل کیلز کی جائداد اور زمین پر قبضہ کر لیا۔ کسی زمانے میں یہ بوڑھا سپاہی میکسیکو کا ڈکٹیٹر تھا۔ اس سے سارا ملک ڈرتا تھا۔ اب وہ اس قدر بے بس ہے کہ ان عورتوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں۔ کہ کیلز نے ان عورتوں سے وعدہ کر رکھا تھا۔ کہ وہ اپنی زمین ان میں تقسیم کر دے گا۔ لیکن اس نے یہ وعدہ پورا نہ کیا۔ اور عورتوں نے برہم ہو کر اس کی ساری جائداد پر قبضہ کر لیا؀

اسی قسم کا ایک واقعہ ویراکروز کے چھوٹے سے شہر میں ہوا۔ چار سو عورتوں کا ایک گروہ بندوقوں اور پستولوں کے فیر کرتا ٹون ہال پر آپڑا۔ اور میونسپل کونسل کے ممبروں کو نکال کر عمارت پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فوج نے آکر ہنگامہ فرو کر دیا۔ لیکن جن ممبروں کے خلاف عورتوں کو شکایتیں تھیں۔ وہ بھی علیحدہ کر دیے گئے؀

حال میں سینوریٹا آرورا اینڈروڈ کا میکسیکو کے ایک شہر سٹڈاڈ بریوز کی میئر مقرر ہوئی ہے۔ وہ پہلی عورت ہے۔ جس نے میکسیکو میں کوئی عہدہ حاصل کیا ہے۔ اس کی عمر صرف تیس سال کی ہے۔ اس نے اصلاحی کاموں کے لئے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے بہت ہردلعزیزی حاصل ہوگئی ہے۔ میئر مقرر ہونے کے بعد اس نے اعلان کیا۔ کہ میں اپنی تنخواہ میونسپلٹی کے خزانے کو دیدیا کروں گی۔ اور

اپنی خدمات کے عوض ایک کوڑی بھی نہیں لو گی۔

امید ہے۔ کہ عنقریب میکسکو کی تمام عورتوں کو رائے دینے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

ایک نئی قسم کی موٹر

روس اور امریکہ میں سورج کی کرنوں سے قوت حاصل کرنے کے متعلق عرصے سے تجربے ہو رہے ہیں۔ جن میں بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ اور یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ کچھ عرصے کے بعد انسان پٹرول۔ کوئلہ سے بہت حد تک بے نیاز ہو جائے گا۔ اور سورج کی مدد سے تمام کلیں چلا کریں گی۔

حال میں امریکہ کے موجدوں نے ایک موٹر ایجاد کی ہے۔ جو سورج کی مدد سے چلتی ہے۔ اس موٹر کے ساتھ ایک پلیٹ ہے۔ جس پر چار دھات کے انڈے سے بنے ہوئے رکھے ہیں۔ ان کے گرد تار لپٹا ہوا ہے۔ جب اس پلیٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ تو موٹر چلنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ پلیٹ سورج کی روشنی کو برقی رو میں تبدیل کر دیتی ہے۔

بونوں کی بستی

گلیور صاحب کا سفر نامہ انگریزی زبان کی مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کس طرح ایک سیاح پھرتا پھراتا بونوں کی سرزمین میں جا نکلا۔ اور وہاں اس پر کیا گزری۔ اب تک تو اسے قصہ کہانی ہی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب خبر آئی ہے۔ کہ منچوریا میں سچ مچ بونوں ایک بستی موجود ہے۔

دچانگ منچوریا کا ایک مشہور مقام ہے۔ اس کے پاس ہی ایک بستی ہے۔ اس بستی میں جو لوگ آباد ہیں۔ ان میں سے کسی کا قد تین فٹ سے زیادہ نہیں۔ پچھلے دنوں کچھ لوگ تیس بونوں کو پیکن لے آئے۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے ان کا معائنہ کر کے یہ رائے قائم کی۔ کہ یہ لوگ جس علاقے میں رہتے ہیں۔ ان میں لوہے کی کانیں کثرت سے ہیں۔ مٹی میں بھی لوہا ملا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے قد بڑھنے نہیں پاتے۔

ترکی کا رابنسن کروسو

رابنسن کروسو کی کہانی بہت مشہور ہے۔ یہ ایک سیاح تھا۔ جو مدتوں ایک غیر آباد جزیرے میں رہا۔ اور اپنی عقلمندی سے زندگی کی ساری ضرورتیں مہیا کر لیں۔ اب ترکی سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں کے ایک ویران ٹاپو میں کوئی دو سال سے ایک شخص تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس نے اس عرصے میں کسی انسان کی صورت نہیں دیکھی۔ یہ ایک چھوٹا سا

Taj Tahir Foundation

ٹاپو ہے۔ جو تر کی کی ایک جھیل میں واقع ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی زمانے میں یہاں عیسائی راہب آباد ہوں گے۔ کیونکہ ایک پرانی یونانی خانقاہ کے کھنڈرات بھی موجود ہیں۔ اور یہ شخص انہیں میں رہتا ہے۔ اس کی عمر ۲۵ سال کی ہے۔ اور وہ بہت خوش وخرم اور مطمئن معلوم ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں ایک اخبار کا نمائندہ اس ٹاپو میں جاکر اس شخص سے ملا۔ تو اسے معلوم ہوا کہ وہ یہیں اپنی زندگی بسر کر دینا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک کتا ہے۔ اور چند مرغیاں۔ جھیل میں مچھلی بافراط ملتی ہے۔ وہ مچھلی۔ شہد اور دوسرے جنگلی پھلوں پر زندگی بسر کرتا ہے۔

اخبار کے نمائندے نے پوچھا۔ کہ اس تنہائی میں وقت کیونکر کٹتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ "دن کو میں کتے اور مرغیوں سے باتیں کرتا ہوں۔ اور رات کو ستاروں سے"۔

روس اور مذہب

روس کے متعلق عام طور پر مشہور ہے۔ کہ وہاں مذہب کا چرچا بالکل نہیں رہا لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ابھی تک اس ملک کی تقریباً نصف آبادی خدا کو مانتی ہے۔ چنانچہ نیوز کرانیکل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ روس کے تقریباً چالیس ہزار دیہات میں ابھی تک گرجا موجود ہیں۔ جن میں اتوار کو نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ نوجوانوں کے خیالات پر دہریت کا گہرا اثر پڑا ہے۔ وہ خدا کو نہیں مانتے۔ لیکن بڑے بوڑھے ابھی تک دیندار ہیں۔

روس میں دہریوں کی ایک انجمن ہے۔ جو مذہب کے خلاف پُرزور پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں اس انجمن کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کئی ممبروں نے اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ اہم کوشش کے باوجود مذہب کا نام ونشان نہیں مٹا سکے۔

ہسپانیہ میں زنانہ پولیس

حال میں ہسپانیہ نے بھی دوسرے ملکوں کی پیروی میں زنانہ پولیس مقرر کر دی ہے۔ کیونکہ وہاں مرد عورتوں کا بیحد احترام کرتے ہیں۔ اور جب کبھی عورت قانون شکنی کی مرتکب ہوتی ہے۔ تو پولیس والے اسے گرفتار نہیں کرتے۔ کیٹلونیا میں عرصے سے شورش برپا ہے۔ آئے دن سازشیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان سازشوں میں عورتوں کا بڑا حصہ ہے۔ وہاں کے شورش پسند دوسرے ملکوں سے جتنے اسلحہ منگواتے ہیں۔ وہ سب عورتوں کی معرفت آتے ہیں۔ جو پولیس والوں کی رحمدلی کی بدولت بچ نکلتی ہیں۔

Taj Tahir Foundation

خبریں اور نوٹ

حکومت ترکی نے ساڑھے بائیس لاکھ لیرا کی رقم اس غرض سے منظور کی ہے۔ کہ ملک کے غریب طبقوں میں گندم تقسیم کئے جائیں۔ غربا میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جو حال ہی میں نقل وطن کر کے ترکی پہنچے ہیں ؛

انگورا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ عراق ایران افغانستان اور یمن نے رسمی طور پر ترکی کی قیادت منظور کر لی ہے۔ اور ان کے جنگی تعلیمی صنعتی اور طبی اداروں میں ترک پروفیسروں کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے ؛

ترکی کی مجلس کبیر کے سامنے نئے جنگی جہازوں کی تعمیر کے لئے ایک تجویز پیش کی گئی ہے۔ اور اس کے لئے اکیس لاکھ ترکی پونڈ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مجلس مذکور نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ اور عنقریب جہازوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ حکومت ترکی آبدوز کشتیوں کی تعمیر کے مسئلہ پر بھی غور کر رہی ہے ؛

حکومت ترکی اور ہسپانیہ کے درمیان دو سال کے لئے ایک تجارتی معاہدہ ہوا ہے ؛

جدہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ابکے بہت سے ترکی و ایرانی حجاج جدہ آئے۔ حکومت ترکی نے حاجیوں کو حج کی اجازت دے کر حکومت حجاز اور ترکی کے خوشگوار تعلقات کا ثبوت پیش کیا ہے ؛

دمشق ۹ مارچ۔ شام کے قوم پرست لیڈر فخری بے غارودی کی فتح مندانہ واپسی پر جنہیں فرانسیسی حکومت نے جلاوطن کر دیا تھا۔ بے حد مسرت کا اظہار کیا گیا۔ ان کے خیر مقدم کے لئے دمشق کے بازاروں میں ہزاروں اشخاص دورویہ کھڑے تھے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ قوم پرستوں میں افتراق پیدا ہونے کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ وہ فخری بے کے آنے سے دور ہو گیا ؛

بغداد میں حکومت کے تعاون سے ایک انشورنس کمپنی کھولی گئی ہے۔ جس کا سرمایہ دس لاکھ پونڈ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کمپنی کے حصے صرف اہل عراق کے ہاتھ فروخت ہوں گے ؛

حکومت عراق نے اس سال بصرہ میں صنعتی و زراعتی نمائش کے افتتاح کا انتظام کیا ہے۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ بیرونی ممالک کی حکومتیں بھی اس نمائش میں حصہ لیں ؛

روس کی ایرانی نمائش کے منتظمین نے حکومت ایران کو روسی اکاڈمی کی شائع کردہ ایک کتاب بطور تحفہ ارسال کی ہے۔ یہ مجموعہ حافظ شیرازی۔ عمر خیام اور حضرت شیخ سعدی

کے اشعار پر مشتمل ہے۔ اشعار کے نیچے روسی زبان میں ان کا ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ اس نسخے کے ساتھ مجلس ایرانی مصنوعات نے ساسانی عہد کے بعض قدیم ظروف بھی نذر کئے ہیں۔ جو روس کے ایک مقام سے زمین کھودنے پر برآمد ہوئے تھے۔

کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ شاہ افغانستان نے حال میں چند فارغ التحصیل طلباء کو جاپان بھیجا ہے۔ تاکہ وہ پارچہ بافی اور دیگر صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں۔

ٹوکیو۔ جاپان کے کابینہ کی تشکیل ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ کیونکہ فوجیوں نے نئے وزیر اعظم ہیروٹا کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ادیس ابابا، ۔ مارچ۔ حکومت حبشہ نے اٹلی کے اس دعوے کا۔ کہ راس نصیبو کی فوج کے سوا باقی تمام حبشی فوج تباہ ہو گئی ہے مضحکہ اڑایا ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ حبشی فوج کی پسپائی جنگی پروگرام کے مطابق ہے۔

جنیوا، ۔ مارچ۔ باخبر حلقوں کی اطلاع ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ نے لیگ کی ان شرائط صلح کو جو جنگ کے آغاز میں پیش کی گئی تھیں۔ قبول کر لیا ہے۔ اور اس امر سے لیگ کو مطلع کر دیا ہے۔ نیز آپ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ ممکن ہے۔ اطالیہ حبشہ کے فتح کردہ علاقے کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا دعوے کرے۔ مگر اس دعوے کو صلح کی بات چیت سے خارج کر دینا چاہئے۔

لندن، ۔ مارچ۔ صلح کی بات چیت کرنے والی تیرہ ارکان کی کمیٹی کی اپیل کو کابینہ اطالیہ نے منظور کر لیا ہے۔

ادیس ابابا، ۔ مارچ۔ ایک اطالوی ہوائی جہاز نے سات ہزار فٹ کی بلندی پر سے ادیس ابابا کا چکر لگایا۔ ۵ منٹ کے بعد مشین گن کے ذریعے گولیاں چلائیں۔ اور پھر چلا گیا۔

ادیس ابابا۔ ۵ مارچ۔ برطانوی ایمبولنس کے کیمپوں پر دوبارہ بم باری کی گئی۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ کیونکہ مریض اور ایمبولنس کے ارکان محفوظ جگہ پر تھے۔ اس سے پہلے جو بمباری کی گئی۔ اس سے سات مریض ہلاک ہوئے تھے۔

ادیس ابابا۔ ۹ مارچ۔ ادیس ابابا پر ہوائی حملے کے متعلق لوگوں کو متنبہ کر دیا گیا ہے۔ لوگ شہر چھوڑ رہے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ارگا عالم پر آج صبح شدید بم باری ہوئی۔ برطانوی ایمبولنس محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ شاہی محل خالی کر دیا گیا ہے۔

ڈیسی ۹ مارچ۔ آج برطانوی ایمبولنس کیمپ پر اطالوی ہوائی جہازوں نے تیسری مرتبہ شدید بم باری کی۔ مگر اس کے باوجود ایمبولنس

Taj Tahir Foundation

کے ارکان مریضوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہے ہیں +

لنڈن - ۹ مارچ - سر ایرک ڈرمنڈ سفیر برطانیہ مقیم روما کو ہدایت کی گئی ہے - کہ وہ برطانوی ریڈ کراس سوسائیٹی پر اطالیہ کی دوسری بار بمباری کے خلاف احتجاج کرے +

ادیس ابابا - برطانوی ریڈ کراس ایمبولنس کے انچارج میجر برگو اٹنی بمباری کے باعث ہلاک ہو گئے +

ادیس ابابا - ۹ مارچ - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ حبشی سردار راس مولو جیتا نمونیا سے انتقال کر گئے +

سنا ہے - کہ شہنشاہ حبشہ کے داماد راس گگسا کو جو اپنے ملک سے غداری کر کے اٹلی والوں سے جا ملا تھا - اٹلی والوں نے جاسوسی کے الزام میں گولی سے اڑا دیا +

برلن - ۷ مارچ - جرمنی نے لوکارنو کے معاہدے کو منسوخ کرتے ہوئے رائن لینڈ کے ممنوعہ علاقے میں اپنی فوجیں بھیجدیں +

یاد رہے - کہ معاہدہ لوکارنو کے رو سے جرمنی کو رائن لینڈ میں فوج رکھنے - یا قلعے بنانے کا حق حاصل نہیں تھا + ہر ہٹلر نے سفیروں کو جو نوٹ بھیجا ہے - اس میں لکھا ہے - کہ روس اور فرانس کے معاہدہ کی وجہ سے جرمنی معاہدہ لوکارنو کو منسوخ کرتا ہے + نیز لکھا ہے - کہ اطالیہ اور انگلستان ذمہ لیں - تو جرمنی ۲۵ سال کے معاہدے پر دستخط کرنے کو تیار ہے +

پیرس - ۹ مارچ - رائن لینڈ میں ہر ہٹلر کے فوجیں بھیجنے سے فرانس - برطانیہ اور بلجیم میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے - فرانس نے لیگ کے نام ایک مکتوب بھیج کر اس سے مداخلت کی درخواست کی ہے - برطانیہ کے خیال میں ہر ہٹلر کی یہ حرکت غیر ذمہ دارانہ ہے + بلجیم نے اپنی فوجوں میں چھٹی منسوخ کر دی ہے +

نیویارک - ۹ مارچ - ہر ہٹلر کے جارحانہ اقدام کا امریکہ کی مارکیٹ پر یہ اثر ہوا - کہ لوگوں نے جنگی سامان کی تجارت کرنے والی کمپنیوں کے حصے نہایت سرگرمی سے خریدنے شروع کر دیئے ہیں + ہوائی جہازوں کے حصوں کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے +

روما - ۹ مارچ - اٹلی کے ایک شہر میں جرمنی سے آنے والے سامان میں سے بعض لیبل دستیاب ہوئے ہیں - جن پر اہل اطالیہ کے لئے یہ پیغام درج ہے - آپ صبر کریں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہیں - ہم بھی اپریل میں آپ کے ساتھ ہوں گے +

پیرس۔ ۱۰ مارچ۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ فرانس جرمنی کے ساتھ دو شرطوں پر گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہے۔ اول یہ کہ ممنوعہ علاقے سے تمام جرمن فوجیں واپس بلالی جائیں۔ دوم یہ کہ مجلس اقوام کے زیر اثر جنیوا میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے؞

جنیوا۔ ۱۰ مارچ۔ اگر فرانس کی طرف سے پیش کردہ شرائط کو جرمنی نے نامنظور کر دیا۔ تو فرانس یہ مطالبہ کرے گا۔ کہ جرمنی کے خلاف تعزیری احکام نافذ کئے جائیں۔ اور اس طرح اسے اپنی فوجیں ہٹا لینے پر مجبور کر دیا جائے؞

لاہور۔ ۷ مارچ۔ مسٹر محمد علی جناح نے ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان مفاہمت کی سازگار فضا پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کام کو پوری طرح سرانجام دینے کے لئے یہ بہتر سمجھا گیا ہے۔ کہ ایک مجلس صلح قائم کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کی مجلس کے لئے مسلمان ہندو اور سکھ ارکان کے نام بھی پیش کئے ہیں؞

لاہور۔ مسٹر محمد علی جناح لاہور سے رخصت ہو گئے۔ اسٹیشن پر آپ نے لوگوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔ اور یقین دلایا۔ کہ اہل لاہور کو جب کبھی میری ضرورت ہو گی۔ میں بخوشی آنے کو تیار ہوں گا؞

معلوم ہوا ہے۔ کہ اڑیسہ کے نئے صوبے کے قیام کے سلسلے میں ہز ایکسیلینسی گورنر یکم اپریل کو کٹک کے مقام پر ایک دربار منعقد کریں گے؞

معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر سبھاش چندر بوس جو علاج کے لئے یورپ گئے ہوئے ہیں ۱۴۔ اپریل تک ہندوستان پہنچ جائیں گے؞

پشاور۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گزشتہ پندرہ روز کے دوران میں کاغان کے علاقے میں شدید برف باری کے باعث پچاس آدمی ہلاک ہوئے؞

حضور نظام دکن دہلی تشریف لے گئے۔ اسٹیشن پر آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ اور توپوں کی سلامی اتاری گئی؞

ریاست کشمیر میں ایک مقام پر شدید برف باری کے باعث ۲۵ اشخاص ہلاک ہو گئے؞

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ضلع [illegible] اور پنجاب کے دیگر اضلاع کے [illegible] مدینہ کے قریب ایک سیلاب میں [illegible] جاں بحق ہو گئے؞

وطنی بہو بیٹیوں کی فلاح کے خاطر

حسن اور صحت کا وہ عجیب نسخہ مفت شائع کرتی ہوں۔ کہ نہ کریم کی ضرورت نہ پاؤڈر کی حاجت۔ رنگ قدرتی طور سے لال کندن کی طرح نکھر آتا ہے۔ آپ بناؤ پھر اَوروں کو بتاؤ۔ تاکہ وہ بہو بیٹیاں جو کریم اور پوڈر پر اپنے شوہر کا روپیہ بے دریغ خرچ کرتی رہتی ہیں جس سے قدرتی خوبصورتی کا نمک پانی ہو کر چہرہ کا رنگ پھیکا ہو جاتا ہے۔ فضول خرچی سے بچیں ؂

یہ عجیب نسخہ مجھ کو ایک نرس کی بہن سے ملا۔ جن سے عراق عرب کے سفر میں میرے ہم سفر ہونے کے سبب محبت ہو گئی تھی۔ بصرہ میں بر وقت علیحدگی یہ نسخہ عنایت کیا تھا۔ جو بجنسہٖ نقل کرتی ہوں :-

ایک بند ناریل لو۔ ایک انچ مربع ٹکڑا کاٹ کر سوراخ کر لو۔ ۱۴ ماشہ زعفران جو کشمیر سے پولے بندھے آتا ہے۔ اور ۱۴ ماشہ لیسانسہ جو بازاروں میں بکثرت ملتا ہے۔ اس ناریل میں بھر دو۔ ٹکڑا رکھ کر ماش کا آٹا گوندھ کر لیپ کر دو۔ اور ۲۰ سیر پختہ گائے کے دودھ میں اس ناریل کو پکاؤ۔ جب کھویا ہو جائے ناریل کو نکال کر دونوں دوائیں پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنا لو۔ سونے یا چاندی کے ورق چڑھا لو۔ بس ایک گولی صبح کے وقت نہار منہ کھا لیا کرو۔ آدھ گھنٹے کے بعد ناشتہ کرو یا جو مرضی کھاؤ پیو۔ کوئی پرہیز نہیں موسم کی کوئی قید نہیں۔ گرمی ہو یا سردی بلا تامل کھاؤ۔ ۸ روز کے بعد ہی اپنا چہرہ آئینہ میں ملاحظہ کرو۔ تب آپ پر ثابت ہوگا۔ کہ کریم اور پوڈر وغیرہ اس کے مقابلے میں نکمی چیزیں ہیں ؂

میری عمر اس وقت پینسٹھ برس کی ہے۔ مجھے دیکھو تو ۴۰ یا ۵۰ سے زیادہ نہ بتاؤ گی۔ یہ انہی عجیب گولیوں کی بدولت ہے۔ ہر ماہ پندرہ روز میں خود استعمال کرتی ہوں۔ آپ کو بھی اسی طرح ۲۔۳۔۱۰ ماہ استعمال کرنی چاہئیں۔ جو بہو بیٹیاں نہ بنا سکیں وہ مجھ سے منگا کر فوراً آزمائش کریں۔ بارہ گولیوں پر دو روپیہ لاگت آتی ہے۔ یا تو پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ یا بذریعہ وی پی منگا لیں۔ وی پی میں ۴ زیادہ خرچ ہوگا ؂

بہو بیٹیاں یہ خیال نہ کریں۔ کہ اَور اشتہاروں کی طرح روپیہ کمانے کے لئے اشتہار دیا گیا ہے۔ خدا کا دیا ہوا میرے پاس سب کچھ ہے۔ میرے خدا کے فضل سے ۶ لڑکے ہیں۔ جو کہ ڈاکٹر حکیم۔ پروفیسر اور سب انسپکٹر پولیس ہیں ؂

میرا پتہ یہ ہے :- **اے بیگم صاحبہ جعفر منزل۔ کہڑ ضلع انبالہ**

Taj Tahir Foundation

استشہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ رام گوپال صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ پی سی ایس
سب جج بہادر درجہ چہارم گڑھ شنکر

ریاں ولد گلابا ذات گوجر سکنہ کٹوارہ تھانہ گڑھ شنکر

بنام۔ شیر سنگھ ولد سندر سنگھ ذات جٹ سکنہ ہانسروں تھانہ راہوں تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر

دعوے۔ ۲۸۹/ روپے برو ئے تمسک

مقدمہ مندرجہ عنوان میں شیر سنگھ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہو جاتا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر شیر سنگھ مدعا علیہ مذکور بتاریخ 7/3/36 حاضر عدالت ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں آویگی۔

مہر عدالت دستخط حاکم 2/3/36 24

چہرے کے بدنما امراض دور کرنا ہو تو

فیسرین رجسٹرڈ

کی پناہ میں آجاؤ۔ یہ معطر و موثر کریم جلد کے امراض مثلاً کیل چھائیوں، سفید اور سیاہ داغوں۔ پھوڑے پھنسیوں مہاسوں کے حق میں جس قدر زہر ہلاک ہے جس کو اسی قدر ترقی دیتی ہے۔ تعریفی خط ملاحظہ ہو۔ از سید امین الحسن صاحب گلبرگہ دکن "واقعی فیسرین بہت فائدہ مند چیز ہے۔ اس کے استعمال سے میرے مہاسے پندرہ دن میں نکلنے بند ہو گئے"

(نوٹ) کیا فیسرین کے سوائے ہندوستان بھر میں کوئی دوسری کریم ہر دفعہ نئی رائے پیش کرتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک بذمہ خریدار + ہدایت۔ نقالوں اور دھوکے بازوں سے بچنے کے لئے لفظ فیسرین رجسٹرڈ کو بغور پڑھ لیا کریں اہل لاہور میلی رام اینڈ برادرس انگریزی دوا فروش سے خرید کریں

پتہ:۔ فیسرین فارمیسی کلنسر فیروزپور پنجاب

بڑھا ہوا بھاری پیٹ ہلکا کرنے کی دوا

زچہ خانہ کی بے احتیاطی، بادی، کثرت اولاد اور دوسری زنانہ شکایتوں کے نتیجہ میں عموماً ہر عورت کا پیٹ بے طرح بڑھ جاتا ہے "راحت شکم" مخصوص طور پر اس حالت میں نہایت مفید و کامیاب ثابت ہوئی ہے اور تعریف کے ساتھ اس کی مقبولیت اور مانگ برابر ترقی کر رہی ہے۔ قیمت چالیس خوراک ایک روپیہ۔ سہ ماہی کورس ڈھائی روپیہ۔

اے۔ ڈبلیو اینڈ سنز راحت ہاؤس دہلی

ایورسٹ کی کہانی

دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ کے دلچسپ حالات۔ اور اسے سر کرنے کے لئے جو مہمیں جاتی رہیں۔ ان کے حیرت انگیز مشاہدات۔ قیمت ۸؍

پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دار الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسوان

مجریہ ۱۳۱۵ سنہ ہجری

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

نمبر ۲۹	لاہور۔ ہفتہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ۔ ۲۸ ربیع الآخر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

خواتین کے لئے ڈگری کالج	مسز سید احمد	۶۸۹
حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں	رضیہ عبدالحق	۶۹۱
نظام سلور جوبلی کی یادگار	بلقیس فاطمہ	۶۹۵
اسراف بیجا	رضوان	۶۹۷
رفع کھانسی کی تدابیر	گ۔ن	۷۰۰
دودھ چھڑانا	محمد جہاں بیگم	۷۰۳
محفل تہذیب	متفرق	۷۰۳
ولائتی معلومات	+	۷۰۵

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں نبیوں کے صحیح حالات بہت محنت و کاوش سے لکھے گئے ہیں۔ اور ہر نبی کا زمانہ تحقیق کر کے ان کے حالات کے شروع میں بعثت یا ولادت لکھا گیا ہے۔ دینی نصاب تعلیم میں اس مضمون پر اس سے بہتر کتاب اُردو میں موجود نہیں۔ یہ کتاب اسکولوں کے طلباء اور طالبات کے لئے بے حد مفید ہے۔ قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ

دفتر تہذیب نسواں ۔ لاہور

Taj Tahir Foundation

ڈلہوزی کے براہ راست روانگی اور واپسی کے ٹکٹ

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے ڈلہوزی کے اول۔ دوم۔ درمیانہ اور تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹ جاری کئے جا رہے ہیں۔ سفر براہ پٹھانکوٹ۔ ریل اور موٹر کے ذریعے طے کیا جائے گا ؛

لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر شہر اور چھاؤنی فیروزپور چھاؤنی۔ ملتان چھاؤنی۔ گوجرانوالہ ٹاؤن۔ سیالکوٹ جنکشن۔ لائل پور۔ راولپنڈی۔ لدھیانہ۔ منٹگمری۔ بٹالہ اور گورداسپور ؛

یہ ٹکٹ واپسی سفر کی تکمیل کے لئے اڑھائی ماہ تک کارآمد ہوں گے۔ ٹکٹ کی میعاد اس دن سے شمار ہوگی جس دن ٹکٹ جاری کئے جائینگے۔ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شرح ٹکٹ میں خاص رعایت ہوگی ؛

تفصیلات کے لئے ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے خط و کتابت کریں ؛

اسی دن میں دنیا کا سفر

یہ کتاب فرانس کے مشہور ناول نگار جولز ورن کے ایک ناول کا خلاصہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ :۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

مفت مفت مفت

اصلی فیسرین خریدیں نقلی سے بچیں
کیلوں۔ مہاسوں۔ چھائیوں کا
فیسرین رجسٹرڈ

سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔ یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ فیسرین کیلوں۔ داغوں۔ داد خارش پھنسیوں اور لوکل سور وغیرہ جلد اور چہرے کی تمام بیماریوں کو مٹانے اور بدصورتی کو زائل کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ تعریفی خط ملاحظہ ہو۔ از محترمہ فاطمہ بی مسٹرس گرل اسکول کلیگال جنوبی ہند "آپ کی فیسرین کی تعریف دیکھ کر آزمائش کے لئے ایک شیشی منگوائی تھی۔ بیشک یہ قابل تعریف ہے" قیمت فی شیشی ایک ہی روپیہ ہے۔ لیکن آیندہ فیسرین کے ہر ایک خریدار کو فیسرین سنو قیمت ۱۲ر دن کے سنگار کے لئے مفت دی جاوے گی محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

کیا فیسرین کا عرصہ سات سال سے ہر ایک اشتہار میں نیا تعریفی خط پیش کرنا اس کی مسیحائی کا ثبوت نہیں + اہل جالندھر مولوی عبدالحق صاحب کتب فروش مدرستہ البنات سے دو شیشی طلب کریں

فیسرین فارمیسی مکتسر فیروزپور پنجاب

الماس یعنی ہیروں کا بادشاہ۔ قیمت عہ
دفتر تہذیب سے منگائیے

Taj Tahir Foundation

علی گڑھ میں مُسلم خواتین کے لئے ڈگری کالج

۱۸ جون ۱۹۳۶ء کو سربرآوردہ مسلم حضرات کا ایک وفد سرجوالا پرشاد سری واستو صاحب وزیر تعلیمات ممالک متحدہ آگرہ واودھ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو مندرجہ افراد پر مشتمل تھا۔ نواب زادہ لیاقت خاں صاحب پرنسپل خواجہ غلام السیدین صاحب۔ خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب خان بہادر غضنفر اللہ صاحب۔ علی ظہیر صاحب نواب جمشید علی خاں صاحب۔ خان بہادر نثاراللہ صاحب۔ سپاسنامہ میں لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج قائم کرنے پر زور دیا گیا۔ ناظرات تہذیب نسواں کے لئے سپاسنامے کا اُردو ترجمہ کیا جاتا ہے۔

جناب عالی۔ مسلم گرلز انٹرمیڈیٹ کالج علی گڑھ ایک ایسی درسگاہ ہے۔ جو اسلامی طبقہ کی ان لڑکیوں کے لئے تعلیمی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے جو اپنی سماجی رسم ورواج کی پابندیوں کی وجہ سے بغیر پردے کے اسکولوں اور کالجوں سے مستفید نہیں ہوسکتیں۔ بصورت موجودہ اس صوبے کے باشندگان اپنی لڑکیوں کو لڑکوں کے دوش بدوش تعلیم نہیں دلا سکتے۔ دوسرے فرقے کے لوگوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مشترک تعلیم کو عملی جامہ پہنانا مشکل ہے۔ لکھنؤ۔ الہ آباد اور بنارس میں لڑکیوں کے لئے جداگانہ ڈگری کالج قائم ہونے سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو بہ نسبت دوسرے فرقے کے لوگوں کے اپنی لڑکیوں کے لئے علیحدہ اسکول اور کالج قائم کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ طبقہ اناث کے تعلیم میں پیچھے رہنے کی خاص وجہ اس قسم کی تعلیم گاہوں کا فقدان اور کمی ہے۔ اب بھی اسکول جانے والی عمر کی لڑکیوں میں مشکل سے صرف ۲ فیصدی صحیح معنوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔

مسلم گرلز کالج نے شروع سے مسلمانوں کے مطمح نظر کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے۔ کہ وہاں جو تعلیم دی جائے۔ وہ بجائے عوام کے جذبات کے منافی ہونے کے ایسی ہو۔ کہ ان کی ضروریات کو اچھی طرح پورا کرے۔ بقول مس اسٹوارٹ سابق چیف انسپکٹرس مدارس ممالک متحدہ آگرہ واودھ "مسلم گرلز کالج علی گڑھ ہندوستان کی لڑکیوں کا بہترین ماوی وملجا ہے"۔ متوسط اور اعلیٰ طبقے کے مسلمانوں میں اس تعلیم گاہ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت کا یہی راز ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ عمداً اپنی لڑکیوں کو ملک کی دوسری تعلیم گاہوں میں بھیجنے سے گریز کرتے ہیں۔

مسلم گرلز کالج اب اس منزل پر پہنچ گیا ہے۔ کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا

Taj Tahir Foundation

بہت ضروری ہے۔ کئی سال سے والدین اور لڑکیوں کا اصرار ہے۔ کہ ڈگری کی تعلیم کے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا کی جائیں۔

ایسی لڑکیاں کثیر تعداد میں ہیں۔ جو اس بات کی متمنی ہیں۔ کہ اگر ڈگری کے درجے کھل جائیں تو وہ ان میں داخل ہوں۔ جو لڑکیاں کالج کے اونچے درجوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔ یا انٹرمیڈیٹ پاس کر چکی ہیں۔ ان کی تعداد کا اندازہ کرتے ہوئے ہمارا تخمینہ ہے۔ کہ آئندہ تین سال کے اندر ڈگری کے درجات سے پچاس لڑکیاں مستفید ہوں گی۔ اس تعداد میں وہ لڑکیاں شامل نہیں ہیں۔ جو پرائیویٹ طور پر تیاری کر کے امتحان میں ہر سال شریک ہوتی ہیں۔ اور ایک مناسب کالج کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی تعلیم گاہ میں باقاعدہ داخل ہو کر تعلیم نہیں حاصل کر سکتیں؞

صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں سے ملحق عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ڈگری کالج قائم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح علی گڑھ میں بھی عورتوں کے لئے علیحدہ ڈگری کالج قائم ہونا چاہئے۔ مسلم خواتین کو اب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے حق سے ہرگز نہ محروم رکھنا چاہئے۔ علی گڑھ تمام ہندوستان کے لوگوں کے لئے ایک بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ اس لئے یہ زنانہ ڈگری کالج قائم کرنے کے لئے سب سے موزوں جگہ ہے۔ جناب کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کہ اگر مسلم لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہوا۔ تو وہ تعلیم کے میدان میں بہت ہی پیچھے رہ جائیں گی؞

یہ امر بالکل طے شدہ ہے۔ کہ عورتوں کی ڈگری کی تعلیم کے لئے جلد سے جلد ایک کالج قائم کر دیا جائے۔ رامپور میں گزشتہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے موقع پر ایک تجویز اس کے متعلق پیش کی گئی تھی۔ صوبے کے تمام حصوں کے نمائندوں نے جن کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ بلا اختلاف آرا یہ طے کیا۔ کہ ڈگری کے درجے بہت جلد قائم کر دیئے جائیں۔ گرلز کالج کی مجلس انتظامیہ بھی اپنے سالانہ جلسے میں اسی نتیجے پر پہنچی ہے حال میں ملک کے مختلف اخباروں اور جرائد نے بھی اس پر زور دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس فرقے کے تعلیم یافتہ مرد اور عورت علی گڑھ میں عورتوں کے لئے ایک ڈگری کالج قائم کرنے کے لئے برابر صدائیں بلند کر رہے ہیں؞

سکرٹری مسلم گرلز کالج نے مسٹر ویر ڈپٹی ڈائرکٹر محکمۂ تعلیمات کی مدد سے تخمینہ کیا ہے۔ کہ ڈگری کے درجات اضافہ کرنے سے ۲۱۰۰۰ روپے سالانہ خرچ ہوں گے۔ یقین ہے۔ کہ خانگی وسائل سے دس ہزار روپے کی مالی امداد ممکن ہے۔ ایک ہزار

روپے کی آمدنی تعلیمی فیس سے ہوسکتی ہے۔

اب بقیہ اخراجات کے لئے دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ یو پی ایجوکیشنل کوڈ کی دفعات کے رو سے ہم کو ڈگری کے درجے کھولنے کے لئے سرکاری امداد پانے کا حق حاصل ہے۔ کالج کے آنریری سکرٹری نے جناب ڈائرکٹر صاحب محکمہ تعلیمات کی خدمت میں اس مقصد کے لئے دس ہزار روپے سالانہ کی امداد کے لئے درخواست دی ہے۔ اب ہماری التجا ہے۔ کہ امسال کے بجٹ میں سے آئندہ تعلیمی سال سے ڈگری کے درجے کھولنے کے لئے مندرجہ ذیل امداد عطا فرمائی جائے:

۱۔ دس ہزار روپے بطور متواتی امداد:

۲۔ بیس ہزار روپے بطور غیر متواتی امداد عمارت کے لئے سرولیم میرس۔ مسٹر میکنزی اور مس سٹوارٹ نے سرکاری امداد حاصل کرنے کے جو اصول مقرر کئے تھے۔ اس کے مطابق ہم لوگوں نے تقریباً ۱۴ ہزار روپے جمع کر لئے ہیں:

۳۔ تین ہزار روپے تعلیمی ضروریات اور فرنیچر کے لئے۔ دو ہزار روپے منیجر صاحب مہیا کریں گے:

سپاس نامہ کے جواب میں سر جوالا پرشاد سری واستو نے علی گڑھ گرلز کالج سے بہت ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہمارے اختیار میں جو کچھ بھی ہوگا۔ ہم اس سے گریز نہ کریں گے۔ صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ مجھے خود احساس ہے۔ کہ مسلم لڑکیوں کے لئے ایک علیحدہ ڈگری کالج کھولنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ ایسا کالج جلد قائم ہوجائے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اس وقت مرکزی حکومت کی ماتحتی میں ہے۔ اس لئے ہم فی الحال یہ نہیں بتا سکتے۔ کہ یہ امر صوبہ کے فنڈ سے امداد دینے میں کسی طرح سد راہ تو نہیں ہوگا:

مسٹر ہیرپ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں اس مسئلہ کے قانونی پہلو پر غور کروں گا:

شیخ عبداللہ صاحب نے ملاقات کے موقع پر کہا۔ کہ میں نے طے کیا ہے۔ کہ آئندہ تعلیمی سال سے جو جولائی میں شروع ہوگا۔ کم سے کم چھ مضامین میں ڈگری کے درجات کھول دیئے جائیں گے:

مسز سید احمد مچھلی شہری

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

جیسا کہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب مضافات سرینگر کی ہم سیر کریں گے۔ تو ان کے متعلق لکھوں گی۔ مندرجہ ذیل سطور میں بالاختصار ان مقامات کی سیر کا ذکر کرتی ہوں:

ہم جمعہ ۵ جون کو موٹر میں گاندربل روانہ ہوئے۔ رات ہی کو دوپہر کا کھانا جلد تیار کرنے کے لئے کہدیا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے کچھ میوہ وغیرہ بھی سرینگر

Taj Tahir Foundation

سے خرید لیا۔ چند میل طے کرنے کے بعد "انچار لیک" نظر آئی۔ یہ ایک بہت بڑی جھیل ہے۔ یہاں سے ہوا میں تغیر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اور منظر کی دل کشی بھی بڑھ جاتی ہے۔ "گاندربل" سرینگر سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ یہاں تار گھر اور پوسٹ آفس بھی ہے۔ جو لوگ وادی سندھ کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہاں سے انتظام اور تیاری کر کے روانہ ہوتے ہیں۔ ہم لوگ تقریباً ساڑھے بارہ بجے "گاندربل" پہنچے۔ پہاڑوں کا منظر عجب بہار دے رہا تھا۔ سبز گھاس کے فرش پر چنار کے درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر کھانا کھایا کھایا۔ سامنے ندی بہہ رہی تھی۔ بہت سے ہاؤس بوٹ کھڑے تھے۔ جدھر نظر ڈالو چنار کے عظیم الشان درخت۔ سبزہ زار اور پہاڑ تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ موسم نہایت ہی خوش گوار تھا۔ سرینگر سے نکلتے ہی موسم میں تغیر محسوس ہونے لگا تھا۔ کیونکہ تقریباً ایک ہفتہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے سرینگر میں گرمی بڑھ گئی تھی۔

سری نگر سے "گاندربل" جانے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک خشکی کا دوسرا آبی۔ اگر ہاؤس بوٹ "گاندربل" لے جانا چاہیں۔ تو دریائے جہلم سے "شادی پور" ہوتے ہوئے دو دن میں پہنچ جاتے ہیں۔ "گاندربل" کی ہوا مقابلتاً اچھی ہے۔ اس لئے جب سرینگر میں گرمی بڑھتی ہے۔ تو لوگ اپنے اپنے بوٹوں میں وہاں چلے جاتے ہیں۔ اور کچھ دن وہیں گزارتے ہیں۔ دریائے سندھ کے پانی میں چونکہ چونے کی آمیزش ہے۔ اس لئے اس کا پانی پینے کے قابل نہیں۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ایک چشمہ ہے۔ جس کا پانی بہت صاف ستھرا ہے۔ اور یہی پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تقریباً تین بجے ہم "گاندربل" سے "مانس بل" کی جھیل کی طرف چلے۔ یہ کشمیر کی بہترین جھیلوں میں سے ہے۔ "اشٹ ناگ" پہاڑ کے دامن میں "گاندربل" سے چھ سات میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں موٹر جا سکتی ہے۔ ہم نے جھیل کے کنارے اپنی موٹر چھوڑ دی۔ چائے کا سامان اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور شکارے میں بیٹھ کر جھیل کے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں عہد مغلیہ کی ایک منہدم شدہ عمارت کے پاس ایک چبوترے پر بیٹھ کر ہم نے چائے پی۔ بہت لطف رہا۔ منظر نہایت دلکش تھا۔

اس جھیل کا پانی نہایت صاف و شفاف ہے۔ تہہ کے کنکر پتھر اور پودوں کی جڑیں تک صاف نظر آتی ہیں۔ کنول کے پتے سطح آب پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کوئی گھنٹہ بھر تک شکارے میں بیٹھ کر پھرتے رہے۔ اس کے بعد شادی پور اور راولپنڈی کی سڑک پر سے گزرتے ہوئے مغرب کے بعد اپنے مستقر پر پہنچے۔

Taj Tahir Foundation

اب ہمارے حیدرآباد واپس جانے کا وقت قریب آرہا تھا۔ صرف دس بارہ دن باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے ہم نے یہاں کے چند مشہور مقامات کے دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اور جگہ جگہ سیر کی +

گاندربل سے واپسی کے بعد ایک دن آرام کیا اور پھر اتوار کے روز یعنی، جون کو گل مرگ گئے۔ صبح سویرے اُٹھ کر ناشتہ کیا۔ دوپہر کا کھانا پکوا کر ہمراہ رکھ لیا۔ چائے کا سامان بھی ساتھ تھا۔ "سری نگر" سے "ٹنگ مرگ" تک موٹر میں گئے۔ اور وہاں سے گھوڑوں پر سوار ہو کر "گل مرگ" کی جانب روانہ ہوئے "ٹنگ مرگ" سری نگر سے بائیس میل ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں چند معمولی دکانیں۔ ڈاک بنگلہ اور سرائے ہے + موٹر رکھنے کے لئے گراج بھی کرایہ پر ملتے ہیں۔ موٹر دیکھتے ہی گھوڑے والے سواری کے لئے اور قلی سامان اُٹھانے کے لئے مسافر کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی جانب بلاتا ہے "گل مرگ" "ٹنگ مرگ" ڈیڑھ ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے۔ راستے میں ایک دم چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ انسان تو انسان گھوڑے بھی بڑی مشکل سے چلتے ہیں۔ اور ذراسی دیر میں تھک جاتے ہیں۔ "گل مرگ" پہنچنے کا ایک اور مختصر راستہ ہے۔ جس کو صرف کشمیری استعمال کرتے ہیں۔ بالکل پھسلواں ڈنڈے کی طرح ہے۔ اس راستے سے وہی لوگ سفر کر سکتے ہیں جنہیں پہاڑوں پر چڑھنے کی مشق ہو۔ راستے میں نہایت دل کش منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ جوں جوں چڑھائی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ نشیب کی سرسبز وادیاں نظر آتی جاتی ہیں۔ وادی میں بڑے بڑے صنوبر کے درخت ہیں۔ اسی وادی میں "فیروز پور" کا نالہ بھی پیچ و تاب کھاتا۔ اور شور کرتا ہوا دوڑتا ہے۔ سڑک کی ایک جانب پہاڑ ہیں۔ اور دوسری جانب وادی۔ اگر اتفاق سے گھوڑا شرارت کرنے لگے۔ تو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں +

کچھ دنوں کی بات ہے۔ کہ چند سیاح گھوڑوں پر سوار باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلے جا رہے تھے۔ اتفاق سے ایک گھوڑا جو بدکا تو دوسرے گھوڑے سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے سر پر اس زور کی دولتی جھاڑی۔ کہ وہ گھوڑا چوٹ کھا کر الف ہو گیا۔ اور پچھلے دونوں پاؤں کے بل کچھ دیر تک کھڑا رہا۔ سوار نے ہوشیاری کی۔ اور جھٹ اپنے کو گھوڑے کی سیدھی جانب گرا دیا۔ اور اس طرح جان بچا لی۔ لیکن گھوڑا اسی وقت وادی میں گر کر مر گیا۔ "گل مرگ" جاتے وقت وہ جگہ دیکھی۔ جہاں یہ حادثہ ہوا تھا +

"گل مرگ" پہاڑوں کے دامن میں سطح مرتفع پر واقع ہے۔ یہ سطح سمندر سے آٹھ ہزار سات سَو فٹ بلند ہے۔ یہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر

آتا ہے۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے مکان دکھائی دیتے ہیں۔ جو کرائے پر دیئے جاتے ہیں۔ یہاں کا سب سے اچھا ہوٹل "نیڈوز ہوٹل" ہے۔ مگر اس کا کرایہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ مسلم اور خالصہ ہوٹل بھی ہیں۔ جہاں مسافر کم خرچ پر گزارہ کر سکتا ہے۔ گل مرگ میں پولو اور گولف کے میدان اور ٹینس اور بیڈمنٹن کے کورٹ بھی ہیں۔ سُنا ہے۔ کہ "گل مرگ" کا گولف کا میدان دنیا کے بہترین گولف کے میدانوں میں شمار کیا جاتا ہے غرض ان لوگوں کے لیئے جو مغربی طرز رہائش کے دلدادہ ہیں۔ ہر قسم کی دلچسپی کا سامان موجود ہے یہاں تمام چیزیں سری نگر کے مقابلہ میں دوگنی قیمت پر ملتی ہیں۔ اور اکثر چیزیں "سری نگر" سے یہاں آتی ہیں۔ ہوا اچھی ہے۔ لیکن پانی اچھا نہیں۔ بہت سے لوگوں کو یہاں آکر قبض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ گل مرگ میں سات میل کے گھیرے میں ایک سیرگاہ بنی ہوئی ہے۔ جس کا راستہ بہت دل فریب ہے۔ سری نگر میں جب گرمی پڑتی ہے۔ تو لوگ گل مرگ چلے جاتے ہیں۔ اس جگہ زیادہ تر انگریز آتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر "پہل گام" جاتے ہیں۔ جو بلندی میں اس سے کم ہے۔ مگر وہاں کا پانی مقابلتاً اچھا ہے۔ گل مرگ کے گولف لنکس پر سے گزرتے ہوئے ہم ذرا آگے بڑھے۔ اور برف کے نظارے سے لطف اندوز ہونے کے لیئے "کھلن مرگ" پہنچے "کھلن مرگ" گل مرگ سے گھوڑے پر ایک گھنٹے میں پہنچتے ہیں۔ راستہ بہت خراب ہے۔ گھوڑا بھی بڑی مشکل سے چلتا ہے۔ بہت سا راستہ پیدل طے کرنا پڑتا ہے۔ راستے میں پہاڑوں کی برف پگھلنے سے جا بجا پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ لمبے لمبے درخت جڑ سے اکھڑ کر زمین پر گرے پڑے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ برفانی سیلاب کی زد میں آکر گر گئے ہیں۔ یہ وہی برفانی سیلاب ہے۔ جو چند ماہ پہلے "الپاتھر" پہاڑ سے کھلن مرگ کی طرف آیا۔ اور "سکی اینگ کلب" کو جس میں تین انگریز اور ایک مسلمان چوکیدار تھا تحس نحس کر دیا۔

راستے میں آرہ کش لکڑی کاٹتے نظر آتے تھے۔ مزدور لکڑی کے بڑے تختوں کو اپنی پشت پر رکھ کر اُتر رہے تھے۔ جب تھک جاتے تھے۔ تو کچھ دیر ستانے کے لیئے بیٹھ جاتے تھے۔ ان کی جفاکشی کو دیکھ کر ان کی حالت پر ترس آتا تھا۔ کہ ایسے سرسبز و شاداب ملک کے باشندوں کو پیٹ بھر کر کھانا بھی مشکل سے ملتا ہے۔ سُنا ہے۔ کہ تمام دن کی محنت شاقہ کے معاوضہ میں مشکل سے دو تین آنے ملتے ہیں۔ کھلن مرگ پہنچنے سے پہلے ہم بھی گھوڑوں پر سے اُتر پڑے۔ اور پیدل چلنا شروع کیا۔ راستہ بہت خراب تھا۔ جا بجا روڑے بکھرے

ہوئے تھے۔ کھلن مرگ کے ہموار میدان پر پہنچ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام لیا۔ اور کھانا کھایا۔ یہاں کے چشمے کا پانی پیا۔ جو اس قدر ٹھنڈا تھا۔ کہ مشکل سے پیا جاتا تھا۔ موسم بہت خوش گوار تھا۔ ہوا میں خنکی تھی۔ آفتاب بھی چمک رہا تھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کوہ الپاتھر کے دامن میں برف کی بڑی بڑی چادریں بچھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں ٭ (باقی آئندہ)

مسز رضیہ عبدالحق از گوالیار

نظام سلور جوبلی کی یادگار

اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کی سلور جوبلی کا شاندار جشن منایا جانے والا ہے۔ مدت سے میرا یہ خیال ہے۔ کہ یادگار کے طور پر ایک آل انڈیا مسلم فیملی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بنیاد ان ایام سعید میں پڑنی چاہئے۔ میرا یہ خیال ہے۔ کہ جب تک مسلم خواتین ہند کی تعلیم کا کوئی خاص معیار مقرر نہ کیا جائے گا۔ اور کوئی مناسب لائحہ عمل تجویز نہ ہوگا۔ ہماری آئندہ نسلوں کی اخلاقی اور مذہبی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح آج ہماری قوم ہر پہلو سے ذلت و تاریکی کے تحت الثریٰ میں گر چکی ہے۔ موجودہ حالت میں اس سے باہر کبھی نہ نکل سکے گی سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ زہر ہلاہل تا کجے ہمارے کام و دہن کو سیراب کرتا رہے گا۔ اور کب تک ہم اپنی گردنوں پر ظلم کے آرے چلواتے رہیں گے ٭

آج دنیا کی پست ترین قومیں بام ترقی پر پہنچ چکی ہیں۔ اور پہنچتی جا رہی ہیں۔ تنازع البقا کے نظریے کے ماتحت دنیا کی ہر ہستی کشمکش حیات میں مبتلا ہے۔ اور خود کو ابھارنے کی جستجو میں مصروف و منہمک۔ پس آج نہیں۔ تو کل ہمیں اپنے احیاء و بقا کے راستے تلاش کرنا پڑیں گے۔ پھر یہ تاخیر و تعویق۔ یہ تکلف و تامل۔ یہ پستی و کاہلی۔ یہ بے پروائی و فراموش کاری کیوں اور کب تک قائم رہے گی۔ پس ضرورت ہے کہ فوراً ایک ایسے محکمہ تعلیم کی بنیاد ڈالی جائے۔ جو اپنی وسعت کے لحاظ سے تمام اقصائے ہند پر حاوی ہو۔ تاکہ ہم اپنی پست اور جاہل قوم کو حتی الامکان بہترین تعلیم دے کر اُسے جملہ مصائب سے نجات دلا سکیں ٭

اس مقصد کی تکمیل کے لئے میرا خیال ہے۔ کہ ایک ایسی انجمن کی بنیاد ڈالی جائے۔ جس کی سرپرستی خود اعلیٰ حضرت نظام دکن مدفیوضہٗ کی ذات مبارک سے ہو۔ اور جس کے ارکان ایسے اکابر وطن منتخب کئے جائیں۔ جو صحیح معنوں میں ہمدرد قوم اور مخلصان اسلام ہوں۔ اس ذیل میں سب سے پہلی اور مقدم ضرورت تعلیم نسواں کے ایک بہترین کارآمد نصاب تعلیم کی ترتیب و تدوین کی ہے۔ دوم یہ کوشش ہونی چاہئے

Taj Tahir Foundation

کہ جملہ موجودہ اسلامی مدارس اس نصاب کو قبول و منظور کر کے اپنے یہاں داخل درس کر لیں۔ جو مدارس اس صورت کو منظور نہ کریں۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ سوم ہر شہر میں ایک مدرسہ نظامیہ کا قیام ضروری قرار دیا جائے۔ اس طرح یقیناً آٹھ دس سال کے بعد یہ جال ہر شہر۔ ہر قصبہ ہر دیہات میں پھیل جائے گا۔ چہارم۔ جہاں جہاں نظامیہ مدارس کی داغ بیل پڑتی جائے۔ وہاں کی زکوٰۃ خیرات و زکوٰۃ کا مستحق انجمن مذکور کو ٹھیرایا جائے۔

مندرجۂ بالا تجاویز کے فوائد حسب ذیل ہیں:۔

۱- لڑکیوں کو تعلیم ملنے پر آئندہ نسلیں قدرتاً قابل اور ہونہار ہوں گی۔

۲- موجودہ بے راہ روی اور مغرب پرستی کا خود بخود سدباب ہو جائے گا۔ قلوب نور ایمان سے معمور ہوں گے۔ اور آئندہ نسلیں بڑی حد تک اسلام کی صحیح تعلیم پر عامل ہو سکیں گی۔

۳- اس مفلس اور نادار قوم مسلم کا پیسہ جو آج جھوٹے قوم پرست اور مصنوعی ہمدردان اسلام طرح طرح کے بہانوں سے مثلاً یتیم خانوں اور امداد بیوگان کے نام سے یا تعمیر مساجد و مقابر کے نام سے ہڑپ کرتے رہتے ہیں۔ صحیح مصرف پر اٹھایا جائے گا۔ اور قوم ان کی دست برد سے امون و مصئون ہو جائے گی۔ بحالت موجودہ محض اعزازی طریق پر کام کرنے والے بھائی بہن اپنے اپنے طریق کار و اسلوب روش کو بہتر اور مرجح سمجھ کر من مانی کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ باہمی کشاکش اور آویزش کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ کسی کے ملازم نہیں ہوتے لہٰذا ذمہ دارانہ یا خدمت گزارانہ جذبہ کے ماتحت قوم کی دستگیری نہیں کرتے۔ بلکہ ایک قسم کا احسان سمجھ کر اعانت فرماتے ہیں۔ جو اکثر بغض و نفاق پر منتج ہوتا ہے۔ پس لازم یہ ہے۔ کہ کام چھوٹے پیمانے پر کیا جائے۔ اور حسب استطاعت و توفیق ہوتا رہے۔ تدریجی ترقی یک لخت ترقی سے کہیں بہتر ہے۔

اس وقت جو تائید یا حوصلہ افزائی ہماری بہنوں یا بھائیوں نے فرمائی ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

ہماری لائق بہن وزیر بیگم صاحبہ ضیا ادیب فاضل لاہور سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ نظامیہ مدارس کی اعلےٰ تجویز جو آپ کی اختراع ہے بہت ہی عمدہ اور مسلمانوں کے لئے باعث رحمت ہوگی۔ میرے خیال میں یہ تین باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔ (۱) نصاب تعلیم نظام گورنمنٹ خود مرتب کرے۔ (۲) نظامیہ مدارس کی پڑتال کے لئے انسپکٹرس بھی نہیں کی طرف سے دورہ کرے۔ (۳) حکومت نظام ر، الانہ گرانٹ دے۔ اس کا جال تمام ہندوستان میں امریکن مشن کی طرح پھیل سکتا ہے۔ سب سے بڑا اور پہلا مقصد اسلامی تعلیمات ہے۔ سلور جوبلی کے فنڈ میں سے دو ایک لاکھ روپیہ نکال لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس کے سود سے کئی مدارس کو امداد مل سکتی ہے۔ بہن موصوفہ نے

صرف رائے دینے ہی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ علی انہماک سے تجویز مذکورہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے قوائے عمل کو بیدار کرنے کی پرزور کوشش کر رہی ہیں؛

بہت سی بہنوں نے اس کی تائید رسائل و اخبارات کے ذریعے سے کی ہے۔ اور کر رہی ہیں۔ بہت سی بہنوں کے خطوط اس کی تائید میں موصول ہو رہے ہیں۔ چونکہ وقت کم ہے۔ اس لئے گزارش ہے۔ کہ تمام تائیدی خطوط علاوہ تائیدی مقالوں کے جو رسائل یا اخبار کے لئے لکھے جائیں۔ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے انسپکٹریس زنانہ اسکولز ملتان روڈ لاہور کی خدمت میں میری تجویز کا حوالہ دے کر لکھیں۔ نیز جو بہنیں عملی حصہ لینا چاہتی ہیں۔ وہ لکھیں۔ کہ تجویز مذکور کے متعلق کیا عملی حصہ لے سکتی ہیں۔ جتنے خطوط متعلق تجویز موصول ہوں گے۔ ان کا خلاصہ اخبارات کے ذریعے شائع ہوتا رہے گا۔ تاکہ دوسری بہنوں کو بھی اس تحریک سعید میں حصہ لینے کا شوق پیدا ہو۔ اور وہ بھی عمل کے ذریعے سے اپنی زندگی کا ثبوت دیں؛

محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ حیدرآبادی بھی اس تحریک میں حصہ لیں گی۔ تجویز کی تائید کرتے ہوئے محترمہ موصوفہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں بھی حتی الوسع کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ محترمہ مقصود جہاں بیگم صاحبہ مسز مصباح الاسلام پروپرائٹر کانپور ٹنیری کا ایک پرزور تائیدی مقالہ مدینہ کی قریبی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ بہن موصوفہ تجویز مذکور سے صدر درجہ دلچسپی کا اظہار فرماتی ہیں۔ اور عملی کام کرنے کے لئے بھی بہ خلوص دل تیار ہیں۔ بلکہ عملی حصہ بھی لے رہی ہیں۔ موصوفہ نے حیدرآباد تشریف لے جا کر محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ سے زبانی گفتگو کی ہے؛

ان کے علاوہ ملتان سے مس شمسہ اختر قریشی صاحبہ پشاور سے۔ محترمہ شبیر دل خاتون مستورہ صاحبہ بنت سید مقبول شاہ صاحب زراقی گیلانی سجادہ نشین پشاور خاص طور پر اس تحریک میں حصہ لے رہی ہیں۔ اس وقت تمام ہندوستان کی اہل الرائے اور قابل خواتین اپنی بیداری اور بیدار مغزی کا ثبوت دیں۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب ہمارا مستقبل نہایت زریں اور شاندار ہوگا؛

بلقیس فاطمہ۔ گوالیار اسٹیٹ

اسراف بیجا

۱۸- اپریل کے تہذیب نسواں میں بیگم شارق صاحبہ کا مضمون اسراف بے جا نظر سے گزرا۔ واقعی اسراف بیجا یا فضول خرچی غریبوں کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ بیگم صاحبہ نے جن چیزوں کو اسراف بے جا

خیال کیا ہے۔ میں ان کو عورت کے لئے ضروریاتِ زندگی تصور کرتی ہوں ؛

سب سے پہلے بیگم صاحبہ نے گھر کی صفائی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ نمائشی ٹیپ ٹاپ اور فرنیچر پر زیادہ روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ نہ معلوم بہن صاحبہ نے خاص گھر دیکھے ہیں۔ یا ان کا خیال عام گھروں کے متعلق ہے۔ خاص گھرانے تو اپنی اعلیٰ حیثیت کے مطابق کیسا ہی اعلیٰ فرنیچر گھر میں رکھیں۔ بیجا نہیں۔ بلکہ ان کی حیثیت کے لئے زیبا ہے۔ باقی عام گھرانوں میں کبھی زیادہ فضول چیزیں نہیں ہوتیں۔ چند پلنگ۔ ایک آدھ میز۔ چند کرسیاں یا دیوار کی زیبائش کے لئے ایک آدھ تصویر قطعہ وغیرہ۔ گھر میں کبھی کوئی صاحب حیثیت شخص آ نکلے اس کے لئے ایک کرسی۔ نفیس بستر یا ایک آدھ سجا ہوا کمرہ بھی میسر نہ ہو۔ اس انسان کی زندگی کس کام کی ؛ یا کسی مہمان کے آنے پر ایک آدھ چائے کا سٹ اور اس پر کروشیا یا کشیدہ کاری کا خوان پوش نہ ہو۔ تو صاحب خانہ کی بدسلیقگی عیاں ہوتی ہے۔ بہن صاحبہ اس کو اسراف بیجا خیال کرتی ہوں۔ میں تو اس کو کھانے کپڑے سے بھی زیادہ ضروری سمجھتی ہوں۔ کیونکہ پیٹ میں جو بُرا بھلا ڈال لیا۔ دوسرے نہیں دیکھتے لیکن کسی مہمان کے آنے پر اس کے آرام کے لئے کوئی چیز مہیا نہ ہو۔ تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ رہا باغیچہ۔ کوٹھی۔ صوفے۔ کوچ وغیرہ۔ یہ امیری ٹھاٹ ہیں۔ سو خدا نے جن کو امیر بنایا ہے۔ وہ شوق سے زندگی کے دن ٹھاٹ سے پورے کریں۔ ہاں متوسط طبقہ کی تعلیم یافتہ خواتین اگر قرض لے کر ایسے ٹھاٹ بنائیں۔ تو واقعی بُری بات ہے۔ لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ سادہ زندگی اچھی زندگی کہلاتی ہے۔ مگر دنیا کسی طرح جینے نہیں دیتی۔ اگر ہوتے ساتے کوئی سادہ گزران کرے۔ تو وہ کنجوس کہلاتا ہے ؛

دوسری فضول خرچی وہ رسٹ واچ یعنی کلائی کی گھڑی کو شمار کرتی ہیں۔ میں اسے فضول خرچی نہیں سمجھتی۔ بیشک پچیس تیس کی گھڑی کا خریدنا زحمت ہے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان کا قیمتی وقت بہت بچتا ہے۔ کام کرتے وقت خیال ہوتا ہے۔ کہ اتنے گھنٹے میں مجھے یہ کام ختم کرنا ہے۔ اگر معیاد مقررہ میں تھوڑا وقت رہ جائے۔ تو کام میں عجلت کر کے اسے ٹھیک وقت پر پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر گھڑی پاس نہ ہو۔ تو وقت کا خیال نہیں رہتا۔ اور اکثر کام سستی کی وجہ سے وقت پر پورے نہیں ہو سکتے۔ گو کلاک یا ٹائم پیس اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ مگر رسٹ واچ اندر باہر سفر حضر میں وقت بچانے کی تاکید کرتی رہتی ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ جس دن میرے پاس

Taj Tahir Foundation

گھڑی نہیں ہوتی۔ میرا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے گھڑی پر نظر رکھنے سے میں بہت سے کام پورے کر لیتی ہوں +

گھڑی کو محض فیشن سمجھ کر کلائی پر باندھنا فضول ہے۔ اس سے وقت کی قدر کرنا سیکھیں۔

گراموفون باجا۔ سو یہ نہ ہر عورت کے لئے ضروری ہے۔ نہ عموماً ہر گھر میں ہوتا ہے۔ اگر صاحب حیثیت لوگ اس کو اپنے اور اپنے بچوں کے جی بہلانے کی خاطر خرید لیں۔ تو عیب بھی نہیں۔ اس میں بہت سی سہولتیں ہیں۔ بیاہ شادی کی محفل میں باجے اور گانے بجانے پر جو روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس میں اس کی وجہ سے بہت کچھ کمی ہو جاتی ہے۔ اور اکثر غریب عزیز مانگ کر اپنا دل بہلا لیتے ہیں۔ پس امیروں کے لئے اس کا خریدنا بھی اسراف بیجا میں داخل نہیں۔ بیچارے غریبوں میں یہ استطاعت کہاں۔ کہ دس روپے ماہوار کے ریکارڈ خریدنے کا خرچ بڑھا لیں +

بہن صاحبہ نے سب سے زیادہ پر زور الفاظ میں سینے کی مشین کو فضول خرچی ظاہر کیا۔ میں حیران ہوں۔ کہ زندگی کی سب سے زیادہ ضروری چیز کو وہ فضول خرچی ظاہر کرتی ہیں۔ بہن صاحبہ اس کو لوہے کا ہاتھی کہتی ہیں۔ مگر میں اس کو گھر والی کی مددگار کا خطاب دیتی ہوں۔ بہن صاحبہ مشترکہ خاندانوں کے لئے ایک مشین کافی سمجھتی ہیں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ بھاری کنبے والے گھر میں دو مشینیں بھی ناکافی ہیں۔ بہن صاحبہ درزی کی سلائی کو معمولی خرچ سمجھتی ہیں۔ شاید ان کو کبھی کپڑے سلوانے کا اتفاق نہ ہوتا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ لکھتی ہیں۔ کہ مزدوری آسانی سے ادا ہو سکتی ہے۔ درزی سے کپڑے سلوانے والی بہنوں سے دریافت کریں۔ تو معلوم ہو۔ کہ سب سے زیادہ خرچ کپڑوں کی سلائی کا ہوتا ہے۔ لیکن سَو سوا سَو کی مشین خرید کر انسان ہمیشہ کے لئے سلائی کے خرچ سے بچ جاتا ہے + میں نے تو اپنی عمر میں صرف ایک دفعہ چند کپڑے درزی سے سلوائے تھے۔ جن کی سلائی میں نے سات روپیہ دی۔ وہ سات روپیہ مجھے بالکل فضول خرچی معلوم ہوئے۔ میرے عزیزوں ہی میں شادی تھی۔ اور مجھے فرصت نہ تھی۔ جلدی کی وجہ سے درزی کو کپڑے دیئے۔ مگر سات روپیہ ضائع ہونے کے علاوہ مجھے کپڑے بھی پسند نہ آئے +

سلائی کی مشین فضول خرچی نہیں۔ بلکہ غریبوں کے روزگار کا ذریعہ ہے۔ لاہور میں گھر گھر مشین ہے۔ اور تمام غریب عورتیں سلائی کی اجرت سے گھر کے دھندے پورے کرتی ہیں۔ بہن صاحبہ کو یہ لکھنا چاہئے۔ کہ لڑکیاں مشین کی سلائی صفائی کے ساتھ کرنا سیکھیں۔

Taj Tahir Foundation

تاکہ درزی کی فضول خرچی سے بچیں۔ اور اپنے اپنے بچوں اور شوہر کے کپڑے گھر ہی میں سی کر روپیہ بچائیں۔ کام سیکھ کر کوٹ پتلون کا سی لینا کچھ مشکل نہیں۔ کیا بہن صاحبہ کوٹ پتلون کا سینا ناممکن سمجھتی ہیں؟

اگر یہ تمام باتیں اسراف بیجا ہیں۔ تو کوٹ پتلون کا پہننا بھی اسراف بیجا ہے۔ اس کی جگہ کرتہ پاجامہ بھی ستر پوشی کے لئے کافی ہے۔ اور جہاں سوٹ پر تیس چالیس روپیہ خرچ آتا ہے۔ وہاں دو چار روپے کا کرتہ پاجامہ فضول خرچی سے بچا سکتا ہے۔

بہن صاحبہ کے مضمون کا عنوان بہت مفید ہے۔ لیکن نہ معلوم کیا وجہ ہے۔ کہ انہوں نے ضروری خرچوں کو فضول خرچی سمجھ لیا۔ اور جو فضول خرچی ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا۔ عموماً غریب اور متوسط الحال لوگوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ بجائے دال ترکاری کے وہ قرض لے کر گوشت کھاتے ہیں۔ عمدہ مرغن غذائیں استعمال کرتے ہیں۔ معمولی کپڑوں کے بجائے عمدہ نفیس کپڑا دکاندار سے قرض لے آتے ہیں۔ عمدہ کھانا اور چائے وغیرہ کے استعمال سے اپنے آپ کو قرضدار بنا لیتے ہیں۔ بیاہ شادی ختنہ بسم اللہ میں فضول خرچی کی جاتی ہے۔ راگ رنگ کی محفلوں۔ مہمان داری کے اخراجات میں حیثیت سے بڑھ کر فضول خرچی کرنے سے قرضدار ہو جاتے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے۔ کہ جائداد اور گھر نیلام ہو کر بھی قرض ختم نہیں ہوتا۔ آخرکار دیوالے کی درخواست دینا پڑتی ہے۔ اور فضول خرچی کی بدولت تمام عمر تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ ہے فضول خرچی اور اسراف بیجا۔ جس سے بہنوں کو بچنا چاہئے؟

رضوان۔ سید نگر۔ ضلع گوجرانوالہ

رفع کھانسی و قبض کی تدابیر

۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۶ء کے تہذیب میں ایک بہن صاحبہ نے قبض اور کھانسی کی شکایات دور کرنے کے لئے کوئی نسخہ یا تدبیر دریافت کی ہے۔ بہن صاحبہ کی تکلیف کے تدارک کے لئے میرا یہ ہمدردانہ مشورہ ہے۔ کہ پہلے آپ کسی قابل ڈاکٹر یا حکیم سے تشخیص کرائیں کہ خدانخواستہ پھیپھڑے تو کمزور نہیں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ ورنہ یونانی یا ڈاکٹری معالجہ ضروری ہے۔ کیونکہ نوعمری میں متواتر کھانسی آتے رہنا بہت خطرناک ہے؟

کھانسی معمولی اور سوکھی ہو۔ تو اس کا باعث اکثر خشکی ہوا کرتی ہے۔ یہ شکایت عموماً پندرہ بیس دن اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ عرصہ تک رہا کرتی ہے۔ ایسی کھانسی کے لئے مندرجہ

ذیل تدابیر میری آزمودہ ہیں۔ جو ضرورت مند بہن صاحبہ کے فائدے کے لئے سپرد قلم کرتی ہوں ؛

اس قسم کی کھانسی کے دوران میں دونوں وقت بُھنا ہوا گوشت کا استعمال کریں۔ مگر گوشت کے ساتھ چربی نہیں ہونی چاہئے۔ رات کو سوتے وقت گیارہ عدد بادام۔ چھ ماشہ خشخاش اور چھ ماشہ کوزہ مصری کو کم از کم آدھ گھنٹے تک مُنہ میں رکھ کر چبائیں۔ اور اسی کا لعاب چوستے رہیں۔

دوسرے تیسرے روز رات کو چِکنی سپستان (لسوڑیاں) چھ ماشے منہ میں رکھ کر اس کا لعاب چوسیں۔ بادام ایک ہفتہ تک استعمال کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد افاقہ ہوگا۔ صبح کے وقت گریالٹ صاحب کے لال شربت کا استعمال کرنا بھی مفید ہوگا۔ دوائیوں کے استعمال کے دوران میں ترش اور تیل میں بنی ہوئی اشیاء سے قطعی پرہیز کریں۔ انشاء اللہ العزیز ایک ماہ سے پہلے یعنی پندرہ بیس کے روز کے اندر ہی آرام محسوس ہوگا ؛

ان دنوں کالی کھانسی کی وبا عام ہے۔ یہ کھانسی اوّل اوّل اس قدر شدت سے اُٹھتی ہے۔ کہ غذا کو بالکل ہضم نہیں ہونے دیتی۔ اور تمام غذا استفراغ ہو کر نکل جاتی ہے۔ کھانستے کھانستے مُنہ سرخ ہو جاتا ہے۔ سانس لیتے وقت ایک چیخ سی نکل جاتی ہے۔ جس سے تیماردار اور مریض سخت پریشان اور سراسیمہ ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی کھانسی معمر اشخاص کی نسبت بچوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ یہ کھانسی کبھی عموماً خشکی اور گرمی سے لاحق ہوتی ہے۔ اس میں کوئی دوا کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ صرف پرہیز پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ کالی کھانسی دو ماہ سے چار پانچ ماہ تک رہتی ہے۔ اور میعاد ختم ہونے پر یہ خود بخود رفع ہو جاتی ہے تاہم کچھ نہ کچھ تدابیر کرتے رہنا لازمی ہے۔ کالی کھانسی کے دوران میں معدے کی صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اور ثقیل اور دیر ہضم اغذیہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر بچہ شیر خوار ہو۔ تو ماں کو بھی مذکورہ بالا باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر بچہ غذا یا خوراک خود کھا سکتا ہے تو اسے زود ہضم غذائیں استعمال کرائیں ؛

کھانسی کے دوران میں لوگ عموماً گھی کا استعمال ترک کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مرض میں گھی کھانا ترک کر دینا مضر ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مرض خشکی سے پیدا ہوتا ہے۔ البتہ کچا گھی کبھی استعمال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ خالص گھی میں ہلکی زود ہضم غذائیں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً خوراک کھانے والے بچوں کو کالی کھانسی کے دوران میں بغیر مرچ کے مونگ کی دال خالص گھی میں بگھار کر یا گوشت کی یخنی عمدہ گھی میں تیار کی ہوئی۔ سوجی کی ڈبل روٹی کے سینکے ہوئے توسوں کے ساتھ کھلا سکتے ہیں۔ ایسی غذاؤں میں بچوں کو بھی کھلا دینا فائدہ مند ہے۔ اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے۔ تو ماں کو بھی اس قسم کی ہلکی اور

Taj Tahir Foundation

زود ہضم غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ اگر بچہ اوپری دودھ یعنی گائے وغیرہ کا دودھ پیتا ہے۔ اور کوئی دوسری چیز نہیں کھا سکتا۔ تو صرف اسی دودھ پر ہی اکتفا کیا جائے۔ مگر عین وقت اور مناسب وقفے کے بعد دودھ پلایا جائے۔ بچے کے بار بار دودھ اگل دینے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ بچے کی نیند کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کہ نیند سے بہت کچھ تسکین رہتی ہے۔ سوتے ہوئے بچے کو ہرگز نہ جگائیں خواہ دودھ کا وقت کیوں نہ ہو گیا ہو۔ موسمی پھلوں کا استعمال بھی صحت بخش ہے۔ سردی میں پکے ہوئے شیریں سنگترے اور سرخ مالٹے کا رس بچوں کو استعمال کرانا کالی کھانسی میں مفید ثابت ہوا ہے۔ عمدہ سیب بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ لال شربت کا استعمال بھی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ غیر موزوں نہیں۔ بچوں کو کالی کھانسی میں پلایا جا سکتا ہے۔

میرے دونوں شیرخوار بچے ظفراللہ و ضیاءاللہ سلمہٗ نصیب اعدا کالی کھانسی میں مبتلا ہو گئے۔ مقامی لیڈی ڈاکٹر اور سول سرجن کا معالجہ جاری رہا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ البتہ مذکورۂ بالا تدابیر پر عمل پیرا رہنے سے بہت کچھ افاقہ ہوا۔ اور یہ موذی مرض اپنی میعاد ختم کرنے کے بعد رفع ہوا۔ الحمدللہ اب بفضلہٖ بچوں کو کھانسی کی بالکل شکایت نہیں رہی۔ یاد رہے۔ کہ اگر گھر میں ایک بچہ کو کھانسی ہو۔ تو دوسرے بچوں کو اس سے الگ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کھانسی ایک بچے کے تنفس کی ہوا سے فوراً دوسرے کو ہو جاتی ہے۔ اور بیچاری ماں اور دیگر تیمارداروں کو سخت پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔

جن بہن صاحبہ نے تہذیب کے کسی پرچے میں کالی کھانسی کے لئے استفسار کیا ہے۔ وہ مذکورہ تدابیر پر ضرور عمل پیرا ہوں۔ اور فائدہ ہونے کی صورت میں بذریعہ تہذیب آگاہ فرمائیں۔

قبض بھی کئی امراض کی جڑ ہے۔ کیونکہ جسمانی صحت اور امراض کے تدارک کا تعلق معدے کی صفائی پر منحصر ہے۔ اگر معدہ صاف نہیں تو کئی امراض لاحق ہو جانے کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے قبض ہرگز نہ ہونے دینا چاہئے۔ مندرجہ ذیل نسخے قبض دور کرنے کے لئے اکسیر ہیں۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد دو عدد مربا ہرڑ ہمراہ ایک پاؤ دودھ استعمال کریں یہ قبض کا قلع قمع کرنے میں تیر بہدف ہے۔ دو تولہ اسبغول پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ رات کو پینا بھی مفید ہے۔ دو تولہ گل قند مذکورۂ بالا طریق سے استعمال کرنا بھی قبض کشا ثابت ہوا ہے۔ مربا ہرڑ تو آپ متواتر استعمال بھی کر سکتی ہیں۔ اس سے نہ صرف معدے کی صفائی ہی

Taj Tahir Foundation

ہوگی۔ بلکہ ریاحی امراض کا بھی تدارک ہوکر معدہ مضبوط اور کثافت اور سدوں وغیرہ سے محفوظ رہے گا + گاہے گاہے اسپغول اور گل قند کا استعمال بھی کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں دن اور رات میں دو دو چار گھنٹہ کے وقفے سے سادہ اور ٹھنڈا پانی پیتے رہنا قبض کشا ثابت ہوگا +

گ۔ ن بنت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل کپورتھلہ

دودھ چھڑانا

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ انسان کی طبعی غذا دودھ ہے۔ کیونکہ پیدائش کے بعد سب سے پہلے دودھ ہی بچے کو بطور غذا دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ انسان یا وہ حیوانات جن کی ابتدائی غذا دودھ ہوتی ہے۔ تمام عمر قدرتی طور پر دودھ ہی پر بسر نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ دودھ کی غذا ضرورتاً ایک محدود زمانہ کے لئے قدرت نے رکھی ہے۔ یعنی جب تک بچہ کسی دوسری غذا کو ہضم کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ دودھ غذا کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اس کے بعد دودھ کفایت نہیں کرتا۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ جب بچہ چھ مہینے کا ہو جائے۔ اور اس کے دو چار دانت نکل آئیں۔ تو دودھ کے علاوہ دوسری ہلکی غذائیں۔ مثلاً اراروٹ ساگودانہ۔ مرمروں کی کھیر وغیرہ دینی شروع کر دینا چاہئیں۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی جائے اور دانت زیادہ ہوتے جائیں۔ غذا بڑھاتے رہیں۔ اور دودھ کم کرتے جائیں۔ حتی کہ ایک سال کی عمر میں بچہ ماں کے دودھ سے تقریباً بے پروا ہو جائے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو بقدر حاجت بچے کو گائے کا دودھ بھی دیتے رہیں +

ایک سال کی عمر میں دودھ چھڑا دینا ماں اور بچہ دونوں کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جیسا کہ آج کل عام طور پر رواج ہو رہا ہے۔ سراسر مضر ہے۔ اسی لئے شریعت اسلام نے دو سال سے زیادہ دودھ پلانے کو حرام قرار دیا ہے +

محمد جہاں بیگم از عابد منزل نئی دہلی

محفل تہذیب

میں نہایت خوشی کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ بتاریخ ۴ جولائی میری ہمشیرہ صاحبہ مسز خواجہ ہمدست نور صاحب کو خدا تعالے نے چاند سا لڑکا عطا کیا۔ اللہ پاک اس کو عمر طبعی عطا کرے۔ اور اقبال مند بنائے۔ اس خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم ارسال کرتی ہوں۔ اسے خیراتی فنڈ میں داخل کر دیجئے۔

Taj Tahir Foundation

کوئی تہذیبی بہن قطعہ تاریخ لکھ دیں۔ ممنون ہوں گی ÷

حسینہ بیگم۔ پٹنہ

÷

میں دلی مسرت سے تہذیبی بہنوں کو یہ خوش خبری سناتی ہوں۔ کہ میری ہمشیرہ صفیہ بیگم ابراہیم ہارون جعفر کی شادی خانہ آبادی مسٹر عبداللہ مینائی بی اے فرزند ابراہیم حاجی عبداللہ مینائی بروز اتوار ۵ جولائی کو بمقام بلگام بخیر و خوبی انجام پائی ÷

اسی وقت نکاح خوانی کی رسوم ادا ہونے کے بعد میرے عزیز بھائی مسٹر احمد ابراہیم ہارون جعفر سابق ممبر اسمبلی کی شادی مریم بیگم دختر حاجی ابراہیم حاجی اسمعیل کے ساتھ بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی ÷

تہذیبی بہنیں دعا کریں۔ کہ رب العزت دونوں دولھا دلھن کی ازدواجی زندگی کامیاب کرے۔ میں اس خوشی میں تہذیب کو ایک خریدار دیتی ہوں ÷

آنسہ مریم بیگم ابراہیم ہارون جعفر۔ پونا

تہذیب کے ایک پرچے میں کسی بہن نے آنکھوں کی کھجلی اور پانی بہنے کا علاج پوچھا ہے۔ آئی لوشن کا نسخہ مندرجہ صفحہ ۱۶۸ آرائش جمال با تصویر میرے تجربے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور یہ نسخہ بے ضرر اور کم لاگت ہے۔ نسخہ یہ ہے ÷

زنک سلفاس ۲ گرین۔ بورک ایسڈ ۱۰ گرین۔ کلورے ٹون ساختہ پارک ڈیوس دو گرین۔ آب مقطر ایک اونس ÷

چند قطرے صبح و شام آنکھوں میں ڈالیں ÷

اسی کتاب میں صفحہ ۱۵۵ پر جھائیوں یعنی سیاہ حلقوں کا لیپ بھی درج ہے۔ بہن صاحبہ ضرور آزما کر دیکھیں۔ نہایت آسان اور کم خرچ ترکیب ہے ÷

مس امتیاز شفیع

پیاری بہن مس آمنہ سلطان عیش منزل نے میرے تحفوں کا ذکر تہذیب کے صفحات پر کیا ہے۔ قدر دانی ہو۔ تو ایسی ہو۔ میں جتنا بھی فخر کروں۔ بجا ہے۔ اس دفعہ میرا ارادہ پشاور ہی میں چھٹیاں گزارنے کا ہے میری شریف بہن یاد آوری کا شکریہ۔ وحیدہ بفضل خدا رو بصحت ہے۔ میری پیاری بہن نسیم اختر کو پیار۔ بلقیس گل سلام عرض کرتی ہے ÷

مس منور ثریا

÷ ÷ ÷ ÷

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

سونے کی تلاش

یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ کلونڈائک کی سونے کی کانیں ایک عورت نے دریافت کی تھیں۔ یہ خاتون حبش نژاد تھی۔ اور اس کا شوہر جارج کارمک مدت سے سونے کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

اگست کے مہینے میں ایک دن جب بلا کی گرمی پڑ رہی تھی۔ مسٹر کارمک نے ایک جوہڑ کے کنارے خیمہ نصب کیا۔ یہ جگہ بعد میں ایلڈورڈیڈو کریک کے نام سے مشہور ہوئی۔ کارمک خیمہ میں سو رہا تھا۔ کہ اتنے میں اس کی بیوی گھر سے برتن لاکر جوہڑ کے کنارے دھونے لگی۔ جب اس نے جوہڑ میں سے پانی کا لوٹا بھرا۔ تو اسے پانی میں زرد چمکیلے رنگ کے ذرّے نظر آئے۔ یہ سونا تھا۔ یکے بعد دیگرے پانچ چھ لوٹوں کا پانی چھاننے سے کارمک کی بیوی کے پاس کوئی دو ماشہ سونے کے ذرات جمع ہو گئے۔

کارمک کی بیوی بھاگی بھاگی اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اور اسے جگا کر سارا حال کہا۔ کارمک نے فوراً اس مقام پر پمپ لگا دیا۔ اور اس کی نالی سونے کے ذخیرے سے جا ٹکرائی۔

یہ ہے کلونڈائک کی سونے کی کانوں کے دریافت کئے جانے کی مختصر سی داستان۔ اس کے بعد جو دوڑ دھوپ شروع ہوئی۔ وہ حصول زر کے لئے انسانی کشمکشوں کی ایک طویل داستان ہے۔

کلونڈائک ایک دور اُفتادہ مقام تھا۔ وہاں پہنچنے کے لئے جس قدر راستے تھے۔ سب کے سب نہایت دشوار گزار اور خطرناک تھے۔ اس بیان میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ کہ راستے میں قدم قدم پر انسانوں اور گھوڑوں کے پنجر ملتے تھے۔ جو مسافر کی رہنمائی کرتے تھے۔ اس جلب زر کے کئی سال بعد جب اس علاقے میں ریل جاری ہو گئی۔ تو اس وقت گاڑی میں سفر کرنے والوں کی نگاہیں چاروں طرف سفید ہڈیوں کے انبار ہی انبار دیکھتی تھیں۔

ایک عینی شاہد نے حصول زر کی دوڑ دھوپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"درۂ چلکوٹ کے پہاڑوں پر سے دیکھا جائے۔ تو انسانوں کی لمبی قطاریں دکھائی دیتی ہے۔ گویا کسی نے پہاڑ کی برف سے ڈھکی ہوئی سفید

چوٹیوں پر ایک سیاہ لمبی لکیر کھینچ دی ہے۔ انسانوں کی یہ لمبی قطار ایک سیدھی لکیر کی طرح ہے۔ جو کہیں نہیں ٹوٹتی۔ اس لیے جلوس میں اگر کوئی شخص پیچھے رہ جاتا تھا۔ تو اس کے لئے دوبارہ اپنی جگہ پر آجانا ناممکن تھا۔ بعض دفعہ برف کے تودوں کے لڑھکنے سے ہزاروں آدمی دب کر مرجاتے تھے"۔

کانوں سے واپسی کا نظارہ قلمبند کرتے ہوئے میجر آرمسٹرانگ رقم طراز ہیں۔ "واپسی کا منظر بھی عجیب ہے۔ ہر شخص کاندھے پر سونے سے بھری ہوئی تھیلیاں لادے۔ چلا آرہا ہے۔ بعض کے پاس ایک تھیلی ہے۔ بعض کے پاس دو۔ دو نوجوان ایک بھاری سوٹ کیس کو لاٹھیوں پر لٹکائے لئے جارہے ہیں۔ یہ سوٹ کیس سنہرے ذرات سے بھرا ہوا ہے۔ پیچھے ایک اور شخص ایک زخمی کو پیٹھ پر لادے چلا آرہا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شخص سونے کی تلاش میں ننگے پاؤں برف پر چلتا رہا۔ جس کی وجہ سے اس کے پاؤں شل ہوگئے۔ درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے گر گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کرکے اس کے دونوں پیر کاٹ دیئے۔ اب وہ شخص ناکام و نامراد پاؤں سے لاچار ہوکر واپس گھر جارہا تھا۔ اس کے پیچھے دو شخص لوہے کا ایک بھاری صندوق اٹھائے لڑکھڑاتے چلے آرہے تھے۔ صندوق سارے کا سارا سونے سے بھرپور تھا"۔

سونے کی اس دریافت کی بدولت امریکہ میں ڈاسن نام ایک شہر آباد ہوگیا۔ اور اب کلونڈائک کی سونے کی کانیں دنیا کی بہترین کانوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کانوں کے چاروں طرف سونے کے لاکھوں پجاریوں کی ہڈیاں دفن ہیں۔ اور کلونڈائک کی فضاؤں میں ان ہزاروں نامرادوں کے دردناک نالے اب تک گونج رہے ہیں۔ جنہوں نے امارت کی ہوس میں اپنا سب کچھ کھو دیا۔

ایک نئی ایجاد

حال میں سر میلکم کیمپ بل نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کی بدولت مفرور مجرموں کو آسانی سے پکڑا جاسکے گا۔ ولایت میں ایسے ڈاکوؤں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جو چوری کا مال ہمیشہ موٹر میں بیٹھ رفوچکر ہوجاتے ہیں۔ یہ لوگ پولیس کی اصطلاح میں موٹر والے ڈاکو کہلاتے ہیں۔

آج تک ان دیدہ دلیر ڈاکوؤں کو پکڑنے کی جس قدر تدابیر کی گئیں۔ وہ سب کی سب ناکام رہی تھیں۔ کیونکہ تعاقب کرنے والوں کی موٹر مفروروں کی موٹر سے ٹکرا جایا کرتی تھی۔ اور اس سے بعض اوقات افسران پولیس کی جانیں ضائع ہوجایا کرتی تھیں۔

سر میلکم کیمپ بل نے ایک ایسا آہنی پنجہ ایجاد

Taj Tahir Foundation

کیا ہے۔ جو پولیس کی موٹر کے اگلے حصے پر لگا دیا جائے گا۔ جب پولیس اور ڈاکوؤں کی موٹر میں گز دو گز کا فاصلہ رہ جائے گا۔ تو یہ آہنی پنجہ لپک کر اگلی موٹر کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ اور وہ رک جائے گی۔ ان دنوں انگلستان کے مشہور محکمہ سراغ رسانی "سکاٹ لینڈ یارڈ" میں اس نئی ایجاد کے عملی تجربے کئے جا رہے ہیں۔

چاند تک پرواز

سالہا سال کی کوششوں کے بعد ایک جرمن سائنس دان مسٹر جی ای کلیڈر نے حال میں راکٹ کے ذریعے چاند تک پہنچنے کی اسکیم بنائی ہے۔ مسٹر کلیڈر کا خیال ہے۔ کہ اگر وہ چاند تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہ دوبارہ زمین پر واپس بھی آ سکیں گے۔

آج کل یہ سائنس دان ایک ایسا راکٹ تیار کرنے میں مصروف ہے۔ جس کے ذریعے چاند تک پرواز کرنا ممکن ہو گا۔ یہ راکٹ دنیا کے سب سے بڑے غبارے ہنڈنبرگ سے کم از کم ۷ گنا بڑا ہو گا۔ فضا میں راکٹ کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اس میں مقناطیسی کشش پیدا کرنے کی مشینیں لگائی جائیں گی۔ سطح زمین سے سو میل کی بلندی پر جب زمین کی کشش بتدریج کم ہوتی جائے گی۔ اور قریب کے سیاروں کی کشش سے راکٹ کے توازن کے بگڑنے کا اندیشہ ہو گا۔ تو اس وقت راکٹ کی مشینیں مقناطیسی کشش پیدا کر کے راکٹ کا توازن قائم رکھیں گی۔

ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ چاند کی کاسمک شعاعوں کا جسم انسانی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ یہ شعاعیں زمین تک نہیں پہنچنے پاتیں۔ اور زمین سے ۱۰۰ میل کی بلندی پر اپنی اصلی حالت میں رہتی ہیں۔ راکٹ کے مسافروں کے لئے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا گیا ہے۔ جس پر کاسمک شعاعیں اثر انداز نہ ہو سکیں گی۔

مسٹر کلیڈر کا بیان ہے۔ کہ جوں جوں ہم سطح زمین سے اوپر ہوتے جاتے ہیں۔ ہوا میں آکسیجن کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ اور سانس لینے میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ ہوا اس قدر لطیف ہو جاتی ہے۔ کہ اس کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

اس سفر کے لئے دنیا کے مشہور سائنس دانوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مسٹر کلیڈر کا بیان ہے۔ کہ وہ ۱۹۴۰ء تک اس مہم کے متعلق تمام انتظامات مکمل کر لیں گے۔

دل چسپ باتیں

آسٹریلیا میں ایک شخص نے اپنے لئے

ہاتھی دانت کے بنے ہوئے مصنوعی دانت تیار کروائے ہیں۔ یہ ہاتھی اس کے دادا نے سو سال ہوئے افریقہ میں شکار کیا تھا۔

شنگھائی میں یتیموں کا کھانا تیار کرنے اور انہیں کھلانے کا شغل مدت سے جاری ہے۔ مختلف اشخاص کی طرف سے روزانہ تقریباً تین ہزار یتیموں کی ضیافت کی جاتی ہے۔

دنیا کی سب سے پہلی سارنگی فرانس میں بنائی گئی تھی۔ یہ سارنگی پیتل کی تھی اور بموں کے خولوں سے بنائی گئی تھی۔ حال میں لندن کے ایک ہوٹل کے مالک نے اس سارنگی کو بھاری قیمت پر خریدا ہے۔ سارنگی رات کے وقت اس کے ہوٹل میں بجائی جاتی ہے۔ اس کی آواز سریلی اور دل کش ہے۔

امریکہ میں ویمپائر نام کا ایک عجیب و غریب مچھر پایا جاتا ہے۔ جس کی نشوونما کا انحصار انسانی خون پر ہے۔ رات کے وقت یہ مچھر سوئے ہوئے آدمی کی چھاتی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور دل کے پاس ڈنک چبھو کر ساری رات خون چوستا رہتا ہے۔ خون چوستے وقت یہ انسان کے جسم میں ایک خواب آور کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی جاگنے نہیں پاتا۔ رات بھر میں یہ مچھر آدمی کے جسم سے کوئی آدھ سیر خون چوس لیتا ہے۔ اس ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ یہ مچھر عام مچھروں سے سَو گُنا بڑا ہے۔

دنیا میں سب سے ہلکی لکڑی "بالسا" ہے۔ اس کا درخت وسطی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں ملتا ہے۔ یہ لکڑی کارک کی نسبت بہت ہلکی ہوتی ہے۔ ہلکی ہونے کے باوجود "بالسا" بہت مضبوط لکڑی ہے۔ اس لکڑی کو جان بچانے والی کشتیوں اور بجلی کے تاروں کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ اس کے درخت کی اونچائی پچاس فٹ اور گھیر صرف ۱۲ انچ ہوتا ہے۔ پتوں کی لمبائی اڑھائی انچ ہوتی ہے۔

ماسکو (روس) میں ایک ایسی صحت گاہ بنائی گئی ہے۔ جہاں ہر شخص کی مرضی کے مطابق موسم میں تبدیلی پیدا کی جاسکتی ہے یہ دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی صحت گاہ ہے۔

خبریں اور نوٹ

ترکی اور ایران کے مابین ریلوے لائن نکالنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جب تک ریلوے لائن زیر تعمیر رہے گی۔ موٹر سروس جاری کی جائے گی۔ حکومت ترکی اور ایران دونوں کی خواہش ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہو جائے ٭

ترکی حکومت نے گیس کے نقابوں کی صنعت کے لئے دو کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ کی گرانقدر رقم منظور کی ہے ٭

استنبول کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جہاز رانی کی تعلیم کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شبینہ مدارس کھولے جائیں۔ تاکہ کاروباری لوگ بھی رات کے وقت اس فن کو سکھ سکیں ٭

مصر اور برطانیہ میں جو نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس کی رو سے بیرونی حملے کی صورت میں مصر اور نہر سویز کی حفاظت کا بار مصر پر پڑے گا۔ اور برطانوی افواج قاہرہ کے بجائے اسماعیلیہ کے قریب صحرا میں متعین کی جائیں گی ٭

قاہرہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک ہوائی جہاز جس میں چند فوجی افسر سوار تھے۔ رات کے وقت ہوائی اڈے میں اترنے لگا۔ تو زمین سے جا ٹکرایا جس سے اس میں آگ لگ گئی پیدل فوج کے تین افسر اور ہوائی محکمہ کے تین کمیشن یافتہ افسر ہلاک ہو گئے ٭

قاہرہ کے اخبار الفتح میں شائع ہوا ہے۔ کہ اگر مسلمانان عالم فلسطین کے عربوں کے لئے ایک دن روزہ رکھ کر کچھ رقم پس انداز کریں۔ تو اس سے ان کی بہت کچھ مالی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں ٭

کابل (بذریعہ ڈاک) وزیر مالیات کابل کی مرسلہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک حکومت افغانستان نے ایک کروڑ افغانی روپے کے پانچ روپیہ والے نوٹ۔ ڈیڑھ کروڑ افغانی کے دس روپے والے نوٹ۔ ایک کروڑ افغانی کے ۲۰ روپے والے نوٹ اور ۹۰ لاکھ افغانی کے پچاس روپے والے نوٹ جاری کئے ہیں۔ ان جدید جاری شدہ نوٹوں سے افغانستان کے لوگ بے حد مانوس ہو رہے ہیں۔ اور ان نوٹوں کا رواج دن بدن بڑھ رہا ہے ٭

لندن۔ ۱۱ جولائی۔ ہندوستانی کرکٹ ٹیم نے ۱۰ وکٹوں سے آئرلینڈ کی ٹیم پر فتح پائی ٭

لندن ۱۲ جولائی۔ آسٹریا اور جرمنی کے درمیان جو کشیدگی ایک مدت سے چلی آتی تھی۔ اور جس کے باعث دونوں ممالک میں تصادم ہو جانے کا ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ اس کا اب خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور دونوں ملکوں میں حسب ذیل

Taj Tahir Foundation

شرائط پر مفاہمت ہوگئی:۔

۱۔ جرمنی نے آسٹریا کی کامل آزادی منظور کرلی۔

۲۔ دونوں ممالک نے معاہدہ کرلیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں گے۔ (۳) آسٹریا کی پالیسی اس قسم کی ہوگی۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ وہ اپنے کو جرمنی کی ریاست تسلیم کرتا ہے۔ (۴) آسٹریا کے نازی قیدیوں کی معافی کا اعلان کیا جائے گا۔

انگلستان کے سفیر حبش سر سڈنی اور لیڈی بارٹن انگلستان واپس آگئے۔

لندن ۱۱ جولائی۔ پنجشنبہ کو سارے انگلستان میں بارش ہوئی۔ خاص کر لندن میں خوب موسلا دھار مینہ برسا۔ لندن کے چند حصوں میں سیلاب آگیا۔ دارالعوام کی عمارت کے نچلے حصے میں بھی پانی داخل ہوگیا۔ شدید بارش کی وجہ سے اکثر کاروبار رک گئے۔

لندن ۱۰ جولائی۔ نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانیہ کے محکمۂ بحری نے ۳۵ ہزار ٹن کے دو نئے جنگی جہازوں پر چودہ انچ دہانے والی توپیں نصب کی ہیں۔ اور امریکہ کے جنگی جہازوں پر ۱۶ انچ کے دہانے والی توپیں لگائی جا رہی ہیں۔

لندن ۱۲ جولائی۔ حبشہ میں جنرل گریزیانی نے نادر شاہی حکم جاری کردیا ہے۔ کہ اطالیہ کے سوا کوئی بھی وائرلیس استعمال نہیں کرسکتا۔

لندن ۱۱ جولائی۔ سر فیروز خاں نون نے لندن پہنچنے کے بعد جس تقریب میں سب سے پہلے سرکاری حیثیت سے حصہ لیا۔ وہ ان تمام ہندوستانی طالبات کا استقبال تھا۔ جو آج کل مسز دت کے ہمراہ یورپ کی سیاحت کر رہی ہیں۔ سر فیروز خاں نون نے ہندوستان کی ان نوجوان خواتین کا خیر مقدم کرتے ہوئے۔ اس امر پر زور دیا۔ کہ وہ برطانیوں کو ہندوستان کے حالات سے واقف کردیں۔ اور خود بھی برطانیہ سے پوری واقفیت حاصل کریں۔

پیرس ۲۰ جون۔ حکومت فرانس نے کل سرکاری طور پر اعلان شائع کیا ہے۔ کہ ۱۰ جولائی سے اطالیہ کے خلاف تعزیرات منسوخ کردی جائیں گی۔

برلن کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمنی کے مختار مطلق ہر ہٹلر نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے مقبوضات اسے رضامندی سے نہ دیئے گئے۔ تو وہ یکم اگست سے بزور شمشیر انہیں واپس لینے کے لئے لشکر کشی کرے گا۔

روما۔ حبشہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جبوتی اور ادیس ابابا ریلوے کے درمیان حبشی حملہ آوروں نے لائن توڑ کر خورد و نوش اور سامان جنگ کی دو گاڑیاں لوٹنے کی کوشش کی۔ یہ گاڑیاں ادیس ابابا کی طرف جا رہی تھیں۔ اطالوی فوج

Taj Tahir Foundation

کے دستوں نے حبشیوں کو شکست دے کر لائن درست کر لی ہے ؛

پیرس۔ ۱۲ جولائی۔ رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پیرس میں سوئٹزرلینڈ کے ایک باشندے نے جو ایک پرائیویٹ فرم میں ملازم تھا۔ ایک ایسی توپ ایجاد کی ہے۔ جو ایک منٹ میں ۸۰۰ گولے پھینک سکے گی۔ [illegible] کہ اس قسم کی چھ توپیں بنائی گئی ہیں ؛

مالٹا۔ ۱۳ جون۔ تین اور برطانوی فوجیں منگل کے روز فلسطین جا رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ رائفل بریگیڈ کو قلیل عرصہ کے نوٹس پر روانہ ہو جانے کی تیاری کا حکم مل چکا ہے۔

نیویارک ۱۲ جولائی۔ نیویارک کے مغربی وسطی علاقے میں بارشیں شروع ہو گئی ہیں۔ جس سے خشک سالی کا خاتمہ ہو گیا۔ شروع جولائی سے گرم ہوائیں چل رہی تھیں جس سے سات سو چالیس نفوس ہلاک ہو گئے ؛

لاہور۔ ۱۲ جولائی معلوم ہوا ہے۔ کہ شملہ سے کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ریٹائر ہونے والے ملازمین کو سر دست سبکدوش نہ کیا جائے۔ اور نہ ملازمین کو رخصتیں دی جائیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ہدایات کسی قریبی جنگ کا پیش خیمہ ہیں ؛

شملہ ۱۲ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال کے سخت گیر قوانین کی میعاد میں توسیع کر دی گئی ہے۔ اور ایک جدید قانون بنایا جائے گا۔ جس کو دہشت انگیزی کے ختم کرنے کے واسطے استعمال میں لایا جائے گا ؛

الہ آباد۔ ۱۳ جولائی۔ یو پی میں کانگریس کی طرف سے انتخاب کی مہم بڑے زور سے شروع کر دی گئی ہے۔ کانگریس کی کوششوں سے تقریباً دو لاکھ ووٹروں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ انتخابات کے وقت کانگریس کی طرف سے ہوائی جہازوں کا استعمال بھی ہوگا۔ لیڈر ہوائی جہازوں پر سوار ہو کر دورہ کریں گے ؛

نینی تال ۱۳ جولائی۔ حکومت یو۔ پی نے دس ہزار روپیہ کمشنر لکھنؤ کو اس غرض سے ادا کئے ہیں۔ کہ مصیبت زدگان سیلاب میں تقسیم کر دیئے جائیں ؛

حکومت پنجاب نے پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور میں ایک عملی نصاب کا جاری کرنا منظور فرمایا ہے۔ جس کے ذریعے جاگیروں کے منتظمین کو زراعت کے بہتر طریقوں کے متعلق تربیت دی جائے گی۔ یہ نصاب اوائل اگست سنہ ۱۹۳۶ء سے شروع ہوگا۔ اور تقریباً دو ہفتہ جاری رہے گا۔ اور پندرہ اشخاص داخل کئے جائیں گے۔

مظفر گڑھ ۱۱ جولائی۔ کوٹ سلطان میں ایک شخص کشتی لڑ رہا تھا۔ کہ اس کی گردن کی رگیں ٹوٹ گئیں۔ اسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں وہ جاکر جاں بحق ہوگیا۔

بریلی ۱۲ جولائی۔ بریلی۔ پیلی بھیت اور شاہجہانپور میں سیلاب کی جو حالت تھی۔ بدستور ہے۔ رام گنگا چڑھ رہی ہے۔ اور مقامی کیلا ندی سے مل کر ایک بحر مواج بنی ہوئی ہے۔ مندر انکا ناتھ زیر آب ہے۔ دھوبیوں کے بہت سے مکانات دریا برد ہوگئے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو سخت مالی نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔

لاہور۔ حکومت کی طرف سے مولوی ظفر علی خاں مالک اخبار زمیندار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ مسئلہ فلسطین کے متعلق اخبار زمیندار میں جو طرز عمل اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی بنا پر زمیندار کی ضمانت کیوں نہ ضبط کرلی جائے۔

لکھنؤ ۱۲ جولائی۔ گومتی کے چڑھ جانے سے سیلاب کا سخت خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ دریا کا پانی ۲۴ گھنٹے میں تقریباً ایک فٹ چڑھ گیا ہے۔ اور خطرے کے نشان سے بھی بقدر ۳ انچ بلند ہوگیا ہے۔ دس بارہ سڑکیں مسدود ہوگئی ہیں۔ بلند باغ روڈ پر پانی اس قدر گہرا ہے۔ کہ کشتیاں چل رہی ہیں۔ دریا کے کنارے کی سڑک بالکل زیر آب ہے۔ شہر میں چھ سو مکانات منہدم ہوچکے ہیں۔ تقریباً ایک سو مکانات بلدیہ نے گروا دیئے ہیں۔ لکھنؤ کے جنوب میں بھی سیلاب نے دیہات کو نقصان پہنچایا ہے۔

حیدرآباد کے سینما میں تباہ کن آتش زدگی کے نتیجے کے طور پر کمشنر پولیس نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ کہ تمام سینماؤں کے منیجر رول ۳۹ پر عمل درآمد کریں۔ جس کے مطابق برجوں گیلریوں اور زینہ وغیرہ کے فرش اور چھت کو ایک مصالحہ سے تیار کرائیں۔ تاکہ آگ نہ لگ سکے۔ بصورت خلاف ورزی لائسنس ضبط کرلیا جائے گا۔

بنگلور کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بھانا لکشمی تھیٹر میں آگ لگ جانے سے تین شخص زخمی ہوئے۔ جن میں سے دو جانبر نہ ہوسکے۔

کانپور ۱۵ جولائی۔ آج لاہور کے ایک وارنٹ زیر دفعہ ۴۲۰/۴۰۹ تعزیرات ہند بسلسلہ مقدمہ پیپلز بنک آف ناردرن انڈیا کی بنا پر مسٹر خالد لطیف گابا ایم ایل اے دیوالیہ کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ انہیں سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور اب کانپور جیل میں ہیں۔ مسٹر گابا چند روز سے اپنی خوشدامن کے ہاں مقیم تھے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ایک اعلان کیا ہے کہ سلور جوبلی کی رسوم ۱۳ فروری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوں گی۔ اور خاص خاص رسوم ۲۱ فروری تک ختم ہوجائیں گی لیکن بعض ۱۳ مارچ تک جاری رہیں گی۔

Taj Tahir Foundation

بعدالت شیخ شمس الدین صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم۔ بٹالہ

نرائن داس نمبردار ولد آتما سنگھ کھتری سکنہ راؤوال تحصیل بٹالہ۔ مدعی

بنام مہردین ولد بوٹا ذات لوہار۔ عبدالواحد ولد شرف الدین فیض محمد ولد بشیر محمد قوم معمار سکنائے راؤوال مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ لہ سے بابت معاملہ مال سرکار خریف سنہ ۱۹۳۵ء

بمقدمہ صدر عبدالواحد و فیض محمد مدعا علیہم باوصف کئی مرتبہ طلبی کے حاضر نہیں آتے ہیں۔ اور نہ ہی ان پر تعمیل سمن ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتاریخ 7/36 ۵ مء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت نہ آئے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۳۶ بدستخط میرے اور بہ ثبت مہر عدالت ہماری جاری ہوا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت جناب شیخ محمد اکبر صاحب سب جج بہادر درجہ سوئم جالندھر

ہرنام سنگھ ولد وزیر سنگھ ذات راجپوت ساکن موضع بدھیانہ تحصیل جالندھر۔ مدعی

بنام سماۃ برکتے بیوہ رحمت خاں وغیرہ ساکنان ہریانہ خورد ضلع ہوشیارپور مدعا علیہم

دعوےٰ مبلغ 135/5/1

بنام سماۃ برکتے بیوہ رحمت خاں و فتح محمد ولد خسرو خاں قوم راجپوت ساکنان موضع ہریانہ خورد تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہم مذکوران بالا دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کرتے ہیں۔ اور اکثر روپوش رہتے ہیں۔ لہٰذا ان کے برخلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتقرر 7/36 ۱۵ء اصالتاً۔ وکالتاً یا مختارتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کریں گے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ 7/36 8 بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

Taj Tahir Foundation

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ بسنت لعل صاحب ایم اے - ایل ایل بی صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم جالندھر

سردار لابھ سنگھ ولد سردار رام دتہ ذات ٹانک چھتری ساکن جالندھر

بنام عبدالغنی وغیرہ

دعوے بید خلی مدعا علیہم از مکان

بنام عبدالغنی ولد مولا بخش ذات شیخ سکنہ جالندھر محلہ پکا باغ بیریاں ول سنگھ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبدالغنی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے - اور روپوش ہے - اس لئے اشتہار ہذا بنام عبدالغنی مذکور جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۵ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء کو مقام جالندھر حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا - تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی ٭

آج بتاریخ ۴ جولائی ۱۹۳۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ٭ دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب حنابی اے - پی سی الیس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر گوجرانوالہ

معاملہ درخواست دودھادی بائی بیوہ ولایہ رام سکنہ میونلی بذریعہ ٹھاکر رام مختار برائے عطائے سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی ہمتہ رام متوفی زیر ۱۲ ۳۱ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر مختار سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی ہمتہ رام متوفی مالیتی ۱۵ روپے ۵ آنے ۔ پائی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے - اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے - کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 27 7/36 پیش کرے ٭

آج بہ دستخط و مہر عدالت جاری کیا گیا - 6 7/36

دستخط حاکم مہر عدالت

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا - اڈیٹر - سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۲۱

تہذیبِ نسواں

مجریہ ۱۳۱۵ سنہ ہجری

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

نمبر ۴۸	لاہور ہفتہ ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیبِ نسواں

لاہور ہفتہ ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

بہشتی مہینہ	سید ممتاز علی مرحوم	۱۱۳۳
روزہ	سید عزیز الشفیع	۱۱۳۷
کیا لڑکیاں نوکری کریں؟	بیگم شارق	۱۱۴۰
مسلم گرلز کالج علی گڑھ	شیخ عبداللہ	۱۱۴۲
محفلِ تہذیب	متفرق	۱۱۴۷
ولایتی معلومات	+	۱۱۴۹

❖ ❖ ❖

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۲۶/۱۲/۳۶ سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے بعض سٹیشنوں سے سری نگر۔ مری اور ڈلہوزی جانے کے لئے ٹرین اور لاری کے سفر کے واپسی ٹکٹوں اور ڈلہوزی سے لاری اور ٹرین کے ذریعے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے بعض اسٹیشنوں تک سفر کرنے کے واپسی ٹکٹوں کا بکنگ منسوخ قرار دیا جائے گا۔ ان واپسی ٹکٹوں کا بکنگ سنہ ۱۹۳۷ء میں دوبارہ جاری کیا جائے گا۔ اور اس کی تاریخ کے متعلق بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ لاہور

مسلمان بچّوں کے لئے انگلش سکول

مسلمان لڑکوں - لڑکیوں کے لئے ایک انگلش سکول مسلم ٹون میں یکم اپریل سنہ ۱۹۳۶ء سے جاری ہے - اس کا طرز تعلیم اور بچوں کی تربیت انگلینڈ کے پبلک اسکولوں کی طرح ہے - اعلیٰ قابلیت کی یورپین لیڈیز تعلیم دینے کے لئے رکھی گئی ہیں ؛ دینی تعلیم شریف خاندان کی مسلمان اساتذہ کے سپرد ہے ؛ فی الحال چار اسٹینڈرڈ کھولے گئے ہیں - آئندہ سال جونیر کیمبرج کی تیاری کے لئے دو اسٹینڈرڈ اور کھولے جائیں گے ؛

فیس داخلہ -/۵/- اور فیس سکول ماہواری -/8 ہے ؛

شہر سے بچوں کو موٹر میں باحفاظت لایا اور پہنچایا جاتا ہے جس کی فیس -/5 ماہوار ہے - بورڈنگ ہاؤس جہاں یورپین لیڈیز بچوں کی غور و پرداخت کرتی ہیں - اور خوراک اعلیٰ قسم کی دی جاتی ہے مع فیس اسکول -/40 ماہوار ہے ؛ درخواستیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں ؛

مسز ہنیف ہیڈ مسٹرس انگلش مسلم اسکول
مسلم ٹون - فیروز پور روڈ
لاہور

"سرمہ بینا"

بینا اچھی آنکھوں کو ہمیشہ تندرست رکھتا ہے ؛ اور خراب آنکھوں کو اچھا کر دیتا ہے - اور اس امر کا تجربہ بہت سے معزز حضرات کر چکے ہیں مثلاً

نواب سر اکبر حیدری فینانس ممبر حیدرآباد - دکن ؛
جناب منی لال دیارام صاحب ٹرافک سپرنٹنڈنٹ جی - بی - ایس ریلوے ؛
محترمہ سنیہ لتا یاگار صاحبہ بی ایس سی ایم ای - پرنسپل زنانہ ٹریننگ کالج - بڑودہ

"بینا آئی ڈراپس" آنکھوں کو ٹھنڈا اور تازہ رکھنے کے لئے ازحد مفید ہے - اس کا استعمال سرمہ بینا لگانے کے آدھ گھنٹے پیشتر یا بعد ہونا چاہئے ؛ ملنے کا پتہ:

فروٹیکو ورکس پوسٹ بکس نمبر ۵۴۳ - بمبئی
قیمت فی شیشی دو روپے مع محصول ڈاک

ضرورت رشتہ

ایک تعلیم یافتہ سنی حنفی المذہب خوبصورت اور تندرست نوجوان پٹھان لڑکے کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے - لڑکے کی عمر اٹھارہ سال ہے - اور میٹرک کی تعلیم حاصل کر رہا ہے - لڑکی قبول صورت نیک سیرت تعلیم یافتہ اور امور خانہ داری سے واقف ہو - باشندگان اضلاع پشاور و پنجاب کو ترجیح دی جائے گی ؛ لڑکے کے والد دہلی میں قیام پذیر ہیں - اور بڑے پیمانے کے تاجر و صاحب جائداد ہیں - جملہ خط و کتابت پتہ ذیل پر کیجائے جسے صحیح معنوں میں پردۂ راز میں رکھا جائے گا ؛ "س" معرفت اڈیٹر صاحب
تہذیب نسواں - لاہور

Taj Tahir Foundation

بہشتی مہینہ

والد ماجد مرحوم و مغفور نے عرصہ ہوا یہ مضمون تہذیب نسواں میں لکھا تھا۔ اس میں وہ تمام ضروری اور اہم باتیں بیان کی گئی تھیں جو رمضان کے متعلق خواتین کو معلوم ہونی ضروری ہیں۔ چونکہ ان دنوں رمضان کا مہینہ گزر رہا ہے۔ اس لئے بہنوں کے فائدے کے خیال سے میں اس مضمون کو پھر اخبار میں شائع کرتا ہوں۔

تاج

دن اور مہینے سب اللہ پاک کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں حقیقت میں نہ کوئی اچھا نہ کوئی بُرا۔ وہ پھیکے صاف قدرتی پانی کی طرح ہیں۔ کہ ان میں قند اور شکر و گلاب ملاؤ تو معطر شربت۔ اور میل کچیل مل جائے۔ تو بدبو کا گندہ پانی۔ یہی ہماری عمر رواں کا حال ہے۔ جو گھڑیاں یاد الٰہی اور نیکی کے کاموں میں گزریں۔ وہ بہشتی گھڑیاں ہیں۔ جو گناہوں اور بدیوں میں صرف ہوں۔ وہ دوزخی گھڑیاں۔ شریعت نے جو ضبط اوقات ہمارے لئے کیا ہے۔ اس کی رو سے رمضان کا مہینہ خصوصیت سے عبادت کے لئے جدا رکھا گیا ہے۔

جناب پیغمبر اسلام نبوت سے پہلے اس مہینے میں گھر بار اور بال بچوں کو چھوڑ چھاڑ شہر کے باہر چلے جایا کرتے تھے۔ اور غار حرا کے اندر یاد حق میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور کھانا پینا تک بھول جاتے تھے۔ اسی مبارک مہینے میں سب سے پہلی دفعہ پیغام الٰہی ان کے پاس پہنچا۔ اس روز سے وہ رسول اللہ یعنی پیغمبر خدا کہلائے۔ کیسے مبارک ہیں وہ بندے جو اپنے نبی کے قدم بہ قدم چلتے۔ اور اس پاک مہینے کی عزت و حرمت کرتے ہیں۔ وہ بڑے ذوق و شوق سے اس پاک مہینے میں عبادتیں کرتے ہیں۔ اور اس سے بچھڑتے وقت جمعۃ الوداع کو اسی بیقراری سے روتے ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی اپنے کسی پیارے سے بچھڑنے پر روئے۔ در حقیقت ہم گنہگاروں کو بارہ مہینوں میں کم از کم ایک مہینہ تو ضرور ایسا بھی رکھنا چاہئے۔ جس میں کچھ آخرت کی فکر کی جائے۔

وہ بیبیاں بڑی قسمت والی ہیں۔ کہ جیسا یہ پاک مہینہ ہے۔ وہ اسے اسی پاکیزگی سے گزارتی ہیں۔ اور ہر دم خدائے تعالیٰ کے حکم بجا لا کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا خیال رکھتی ہیں۔ گناہ سے بچنا ہر حال اور ہر وقت میں لازم اور ضروری ہے۔ مگر ہم گنہگار بندے جانتے ہیں۔ کہ ہم سے ہر روز کتنے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ نفس و شیطان ہر وقت تاک میں ہیں۔ کہ ہمیں ورغلائیں۔ اور راہ حق

سے پھسلائیں۔ اس پاک مہینے میں گناہ سے بچنے کی ہمیں خاص کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم اگر خدانخواستہ جھوٹ بولنے۔ کسی کو ایذا دینے۔ کسی کی حق تلفی یا غیبت کرنے کا ارادہ کریں۔ تو ہمیں فوراً یاد آجانا چاہیئے۔ کہ ہائے ہم روزے سے ہیں۔ اور ہم پر رمضان شریف کا ایک پاک مہینہ گزر رہا ہے۔ ایسے وقت ہمیں اپنی روح کو گناہ سے آلودہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔

فضائلِ رمضان

جناب پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے جوان عبادت کرنے والے بندوں پر فخر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ اے جوان انسان میرے لئے اپنی خواہش چھوڑنے والے اور میری رضا میں اپنی جوانی خرچ کرنے والے۔ تو میرے نزدیک ایسا ہے۔ جیسا کوئی میرا فرشتہ ہو۔ اے میرے فرشتو میرے بندے کو دیکھو۔ اس نے اپنی خواہش اور لذت اور کھانا پینا سب میری خاطر چھوڑ دیا ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان باندھ لئے جاتے ہیں۔ خدا کا فرشتہ تب للکارتا ہے کہ اے گنہگار بس کر۔ اور اے نیکی کے طلبگار آگے بڑھ! مگر ہمارے جو اعمال ہیں۔ وہ صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اس زمانے میں رمضان میں بھی شیطان خاصے کھلے پھرتے ہیں۔ اور ہم خدا کے فرشتے کی پکار کو بھی نہیں سنتے۔ پس سب دین داروں کا فرض ہے۔ کہ اپنے پیغمبر برحق کی بات کو سچا کر دکھلائیں۔ اور شیطان کو جکڑ کر باندھیں اور گناہوں سے بچ کر نیک کاموں میں لگ کر اپنے اوپر بہشت کے دروازے کھلوائیں۔

روزے کے تین درجے

جاننا چاہیئے۔ کہ روزے کے بلحاظ فضیلت تین درجے ہیں۔ ایک روزہ عام لوگوں کا ہے۔ ایک خاص آدمیوں کا۔ اور ایک اس سے بھی بڑھ کر خاص درجہ بزرگوں کا ہے۔ عوام کا روزہ تو یہ ہے کہ پیٹ میں کوئی کھانے پینے کی چیز نہ جانے پائے۔ خاص آدمیوں کا روزہ یہ ہے۔ کہ صرف پیٹ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے۔ بلکہ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ اور پاؤں غرض تمام اعضاء کو گناہ سے روکا جائے۔ بزرگوں کا خاص درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ان کا روزہ صرف جسم کا ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ روح اور دل کا بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنی زبان اور آنکھ اور کان اور ہاتھ پاؤں کو تو

گناہ سے بچاتے ہی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ وہ گناہ کا خیال دل میں بھی نہیں آنے دیتے۔ ان کا دل یاد الٰہی کے سوا اور کسی چیز کا خیال نہیں کرتا۔ رمضان کا مہینہ یاد الٰہی کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

روزے میں کیا کیا ضروری؟

روزے کے لئے نیت بڑی ضروری چیز ہے۔ چاہئے۔ کہ ہر رات کو اگلے دن کے روزے کی نیت کر لے۔ چاہے یہ نیت عربی لفظوں میں ہو۔ چاہے اپنی زبان میں۔ اگر عربی میں نیت کرنی ہو۔ تو یوں کہے۔

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

اور اگر اپنی زبان میں نیت کرنی ہو۔ تو یوں کہے کہ میں نے کل کے روزہ رمضان کی نیت کی۔

لیکن زبان سے نیت کرنا۔ اور کچھ کہنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے۔ کہ صبح میرا روزہ ہے۔ تو یہی نیت ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ نیت رات ہی کو کی جائے۔ صبح کو دوپہر سے پہلے پہلے نیت کر لینی چاہئے۔

روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کوئی چیز چاہے وہ کیسی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو۔ کھانی نہیں چاہئے۔ لیکن اگر کوئی چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے۔ مثلاً گردو غبار۔ دھواں یا کُلی کرنے کے وقت حلق میں پانی بے اختیار اُتر جائے۔ یا بے اختیار قے آ جائے۔ تو اس سے روزے میں خلل نہیں آتا۔ البتہ جان بوجھ کر اپنے آپ قے کرنے سے ضرور روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزے میں سر میں تیل لگانے یا آنکھوں میں سرمہ لگانے یا پھول سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ان چیزوں کے استعمال میں وہم نہیں کرنا چاہئے۔ خواہ تھوک یا بلغم میں سرمہ بھی دکھائی دے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں اور نیز نہایت ضعیف و کمزور آدمیوں کو روزہ معاف ہے۔ وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ کھانا ویسا ہی کھلایا جائے جیسا روزہ دار خود کھایا کرتا ہے۔

کھانا پکانے میں نمک چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس میں بھی وہم نہیں کرنا چاہئے۔

اگر وقت میں گنجائش ہو۔ اور اذان وقت سے پہلے دیدی گئی ہو۔ تو اذان کے بعد بھی سحری کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

عام لوگوں کا روزہ جو صرف کھانے پینے سے بچنے کا نام ہے۔ کھانے پینے سے ٹوٹتا ہے لیکن اگر اتنی بات ہے۔ تو یہ روزہ بہت گھٹیا ہے۔ اصل روزہ وہ ہے۔ کہ روزہ دار ہر ایک گناہ سے بھی بچے۔ ایسے لوگوں کا روزہ ہر ایک

Taj Tahir Foundation

گناہ سے جو ہمارے جسم یا دل سے سرزد ہو۔ ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جھوٹ بولنے اور پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بہتیرے روزہ دار ایسے ہیں۔ جن کو روزے میں سے بجز بھوک اور پیاس کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا نہایت ادنیٰ اور گھٹیا درجے کا روزہ ہے ۔

جس طرح دنیا کے جلسوں اور تقریبوں میں ہم درجہ اوّل اور خاص درجہ پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں روزہ بھی اوّل یا خاص درجے کا رکھنا چاہئے۔ کہ ہمیں بہشت میں ویسا ہی درجہ ملے ۔

روزہ ایک شیریں پھل کے مانند ہے۔ بھوکا پیاسا رہنا اس کا چھلکا ہے۔ اور گناہوں سے بچنا اس کا لذیذ گودا ہے ۔ جس طرح گودے کو چھوڑ کر صرف پھیکا بدمزہ چھلکا کھانا بے وقوفی کی نشانی ہے۔ اسی طرح پیٹ کو بھوک سے روک کر اور اعضاء کو گناہوں سے نہ روکنا اور لذت روحانی حاصل نہ کرنا سخت نادانی ہے ۔ ہر روزہ دار کو چاہئے۔ کہ اپنے تمام اعضاء سے روزہ رکھوائے۔ مثلاً آنکھ کو بری چیزوں کے دیکھنے سے بچائے۔ زبان کو بری بات کہنے۔ جھوٹ بولنے غیبت کرنے اور چغلی کھانے سے روکے اور ذکر الٰہی میں مشغول رکھے۔ کانوں کو بری باتوں کے سننے کی طرف نہ لگائے ۔ اسی طرح ہاتھ اٹھے۔ تو حق کی حمایت میں اٹھے۔ قدم چلے تو راہ حق پر چلے ۔

جاہل مستورات کو عموماً غیبت کرنے اور میری تیری برائی کرنے اور ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بولنے کی سخت عادت ہوتی ہے۔ انہیں ماہ رمضان میں ان باتوں سے بہت ڈرنا اور بچنا چاہئے۔ کہ ان کے روزے کا تمام ثواب ضائع نہ ہو جائے۔ اور فرمودہ پیغمبر کے بموجب روزے میں سے ان کے حصے میں صرف بھوک پیاس ہی رہ جائے ۔

رمضان شریف کی جو خوبیاں اوپر بیان ہوئیں۔ کہ جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور شیطان باندھے جاتے ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اس مہینے میں نیک بندے شیطان کو ابھرنے نہیں دیتے ۔ اور رات دن نیکیوں کے بجالانے میں مشغول رہتے ہیں ۔ لیکن اگر روزہ دار اپنے تئیں گناہوں سے باز نہ رکھیں۔ تو نہ شیطان باندھے جائیں گے۔ نہ جنت کے دروازے کھلنے پائیں گے ۔

خاکسار سید ممتاز علی

روزہ

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ اگر منہ کو زیادہ بھر لیا جائے۔ تو کلی دور تک نہیں پھینکی جا سکتی۔ معدے کی شکل بھی منہ کی طرح ہے۔ چنانچہ جب ضرورت سے زیادہ کھانا کھا لیا جائے تو وہ بھی اسے اچھی طرح انتڑیوں میں خارج نہیں کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کھانے کے ہضم میں بہت دیر ہوتی ہے۔ اور جب اس کے اوپر اوقات مقررہ کے مطابق اور کھانا کھا لیا جائے۔ تو معدے کو آرام کا ذرا سا وقت بھی نہیں ملتا۔ وہ ہمہ وقت ہضم کے قصے میں مصروف رہنے سے رفتہ رفتہ تھک کر کمزور ہو جاتا ہے۔ انتڑیوں میں زور سے فضلہ خارج نہیں کر سکتا۔ نہ انتڑیاں ہی بخوبی خارج کر سکتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کچھ حصہ فضلہ کا انتڑیوں کی دیواروں کے ساتھ لگا رہ جاتا ہے۔ اور وہاں سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

جب تک عام صحت اچھی ہوتی ہے۔ کام چلتا رہتا ہے۔ لیکن بیماری کا بیج دراصل بویا جا چکتا ہے۔ اور کچھ عرصے بعد دفعتاً آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان اس غلاظت کو دور کرنے کے لئے جلاب دیتے ہیں جس سے کسی قدر مادہ خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن جب یہ حالت دیرینہ ہو جاتی ہے۔ تو جلاب وغیرہ بھی اثر نہیں کرتے۔ وہ سوزش پیدا کر کے کچھ مادہ جو انتڑیوں میں ہوتا ہے۔ ضرور خارج کر دیتے ہیں۔ لیکن پرانا اور سڑا ہوا مادہ انتڑیوں کی دیواروں پر اس طرح چسپاں ہو جاتا ہے جیسے کسی کاغذ یا دیوار پر پرانا بلغم جو کھرچنے پر بھی علیحدہ نہیں ہو سکتا۔

ایسی حالت میں جلاب وغیرہ بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور آدمی کسی نہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر زیادہ سخت مرض نہ ہو۔ تو کم از کم زکام۔ نزلہ۔ درد سر۔ بدہضمی وغیرہ کی عام شکایت ہو جاتی ہے۔ کسی کا گلہ دکھتا ہے۔ کسی کو پھوڑے پھنسیوں نکلتے ہیں۔ کوئی اگزیما میں مبتلا ہو جاتا ہے کسی کو خارش ہو جاتی ہے۔ کوئی بخار کی تکلیف اٹھاتا ہے۔ غرضکہ بے حد امراض ایسے ہیں۔ جو صرف زیادہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

ذائقہ کے لئے دستر خوان پر طرح طرح کا کھانا رکھنا آج کل تہذیب کی نشانی خیال کی جاتی ہے۔ یہ کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ اگر کسی قسم کا اناج مثلاً گیہوں۔ چنا۔ جو۔ مکئی۔ باجرہ وغیرہ ملا دیئے جائیں۔ اور پھر کسی سے کہا جائے۔ کہ ان کو چن کر علیحدہ کر دو۔ تو کوئی شخص ان کو علیحدہ کرنے کی ہمت نہ کرے گا۔

اسی طرح جب کئی طرح کی غذا کھائی جاتی ہے۔ تو معدہ کو اس کے علیحدہ علیحدہ ہضم کرنے میں بے حد مشکل ہوتی ہے۔ گوشت۔ دودھ۔ مچھلی۔ سبزی۔ روٹی وغیرہ کا عام رواج ہے۔ جب یہ چیزیں ہضم نہیں ہوتی ہیں۔ تو ان کی امداد کے لئے سرکہ۔ چٹنی۔ پیاز وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے ؛

یہ بدپرہیزی خاص طور سے رمضان میں بہت عام نظر آتی ہے۔ اول تو افطاری ہی نہایت پر تکلف ہوتی ہے۔ طرح طرح کے پکوان۔ دہی بڑے۔ پکوڑیاں۔ گھونگنیاں۔ کھجور اور پھل وغیرہ ہوتے ہیں۔ پھر اُن کے بعد کئی قسم کے کھانے کھائے جاتے ہیں، چائے وغیرہ کا سلسلہ رات تک قائم رہتا ہے، سوتے سوتے سحری کے لئے ہدایات دی جاتی ہیں دودھ جلیبی اور پھینیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی ثقیل غذا کھائی جاتی ہے۔ تاکہ دن میں بھوک نہ لگے، اس طرح جوں توں کرکے رمضان پورا کیا جاتا ہے، عید کیا آتی ہے۔ کہ کھانے کی آفت آجاتی ہے، احباب عید ملنے گئے۔ تواضع ہوئی۔ دودھ۔ سویاں۔ شیر خرما۔ چائے پھل کھانے بیٹھ گئے۔ طاقتور آدمی تو نبھا جاتے ہیں۔ لیکن کمزور آدمی اگر زور آ نہیں۔ تو دو چار روز بعد اس کا نتیجہ بھگتتے ہیں اور کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں ؛

یہ ہے حالت ہمارے روزے اور رمضان کی۔ اللہ تعالے نے روزے اس لئے دیئے تھے۔ کہ ہم فاسد مادے کو اپنے جسم سے خارج کریں۔ اور اس کا کامل طریقہ سے تنقیہ ہوجائے۔ لیکن ہم نے اس نعمت عظمیٰ کو اپنی حرکتوں سے بالکل بیکار کر لیا۔ اور جن فائدوں کی غرض سے روزہ جیسی نعمت ہم کو دی گئی تھی۔ ان کو پس پشت ڈال دیا ؛

اوپر ذکر آچکا ہے۔ کہ جب ضرورت سے زیادہ کھایا جائے۔ اور غذا سڑنے کی وجہ سے انتڑیوں میں نقص پیدا کردے۔ تو اس کی وجہ سے تمام جسم میں کثافت پیدا ہوجاتی ہے زہریلا مادہ پیدا ہوکر رفتہ رفتہ خون میں سرایت کر جاتا ہے۔ اعصاب جو تمام جسم میں تار برقی کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ جب وہ آلودہ ہوجاتے ہیں تو ان کے ساتھ خیالات بھی آلودہ ہوجاتے ہیں۔ اور خیالات کے کثیف ہوتے ہی روحانی طاقت بھی کمزور ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ اس طرح دین و دنیا اس کھانے کی خاطر خراب ہوجاتے ہیں ؛

معدے کی جملہ خرابیوں کا علاج روزہ ہے دست آور دوائیاں بالکل بیکار اور معدے کو خراب کرنے والی ہیں۔ فاقہ یا دیگر معمول میں روزہ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو فاسد مادہ

Taj Tahir Foundation

کو خارج کرتا ہے + یہ خیال غلط ہے۔ کہ روزے سے کمزوری ہو جاتی ہے۔ فاقہ سے آدمی مر سکتا ہے۔ لیکن روزے سے کسی کو مرتے نہیں دیکھا + ہندوستان میں روزے کو بیکار خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن آج امریکہ اور یورپین ممالک میں روزے کی بہت قدر ہے۔ امریکہ میں جملہ امراض کا علاج روزے سے کیا جاتا ہے۔ مختلف امراض اور مریض کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے روزہ تجویز کیا جاتا ہے۔ کبھی وہ ایک روز کا ہوتا ہے۔ کبھی کئی روز کا۔ اس کے ساتھ غذا بھی بتائی جاتی ہے۔ کسی کو محض پانی پینا بتایا جاتا ہے۔ کسی کو پھل بتائے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا دعوے ہے۔ کہ وہ ہر سخت سے سخت مرض کا علاج روزے سے کر سکتے ہیں +

مشہور قدرتی معالج ڈاکٹر لوئی کو ہی کی رائے کے مطابق مرض کے داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔ مُنہ اور ناک۔ مُنہ کے ذریعے غذا جسم میں داخل ہوتی ہے۔ اور ناک کے ذریعے ہوا + ظاہر ہے۔ کہ زندگی کا دارومدار ہوا پر ہے۔ ہوا کے بغیر ایک لمحہ بھی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا + اگر ہوا خراب اور کثیف ہو۔ تو اس کا اثر فوری ہوتا ہے۔ وہ پھیپھڑوں کے ذریعے خون میں جذب ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح بیماری کا موجب بن جاتی ہے +

یہی حالت غذا کی ہے۔ خراب اور گلے سڑے پھل۔ یا پُرانا آٹا۔ سُرسُری لگی ہوئی دال بدبودار ملاوٹ والا گھی۔ دودھ اور ایسی تمام غذا جن کا ذائقہ خراب ہو چکا ہے۔ اور جن میں قدرتی بُو کے ساتھ اور قسم کی بدبو پیدا ہو گئی ہو۔ ایسی تمام غذائیں نقصان پہنچاتی ہیں + ہیضہ وغیرہ گلی سڑی غذاؤں کے استعمال سے ہوتا ہے + شارع اسلام نے اسی غرض سے مُنہ اور ناک کی صفائی کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے۔ ناک اور مُنہ کا ہر عضو کے ساتھ صاف کرنا ضروری ہے + ناک میں بوجہ خراب ہوا۔ اور مُنہ میں خراب غذا کے جراثیم جمع ہو جاتے ہیں + ڈاکٹر صاحبان بھی مُنہ اور ناک کو صاف کرنے کو بتاتے ہیں۔ لیکن سیدھا سادہ سہل نسخہ یہ ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ کہ صاف پانی سے دن میں کئی بار مُنہ اور ناک کو صاف کر لیا جائے + جو لوگ زکام اور نزلہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کے لئے سہل نسخہ یہ ہے۔ اور میرا بھی یہ تجربہ ہے۔ کہ اگر سردیوں میں زکام شروع ہو۔ تو پہلی چھینک آتے ہی معمولی گرم پانی میں نمک ڈال کر پانی ناک میں یوں کھینچا جائے۔ کہ حلق سے نکل آئے۔ اور اسی طرح حلق میں ڈالا جائے۔ تو زکام کی بڑھتی ہوئی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ پریشان کن

مرض رک جاتا ہے۔

خیر یہ چونکہ اصل مضمون سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے اس کے متعلق تفصیل سے لکھنا یہاں غیر ضروری ہے۔ اصل غرض یہاں غذا اور روزے سے ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ سب سے بڑا سبب امراض کا غذا کی خرابی اور زیادتی ہے۔ امیر اور بڑے لوگ خراب غذا تو نہیں کھاتے۔ لیکن زیادتی غذا کا وردان کے یہاں عام ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ عموماً بیمار رہتے ہیں۔ چکی میں جب بڑا اگالا ڈالا جاتا ہے۔ تو بجائے آٹے کے دانے کے دانے بلا پسے نکلنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی جب زیادہ کھایا جاتا ہے۔ تو غذا بلا ہضم ہوئے نکلنے لگتی ہے۔ وہ جزو بدن نہیں بنتی۔ اور بجائے فائدے کے نقصان کرتی ہے۔ اور آنتوں میں سڑ کر زہریلا مادہ پیدا کر دیتی ہے۔ یہ زہر خون میں جذب ہونا شروع ہوتا ہے۔ اور بیماریوں کا آغاز ہو جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

سید عزیز الشفیع۔ سردھنہ

خانہ داری

گھر بار کے رکھ رکھاؤ پر بہت اچھی اور سبق آموز کتاب قیمت ۱۲ر دفتر تہذیب سے منگائیے

کیا لڑکیاں نوکری کریں؟

تصویر کا دوسرا رُخ

ہندوستانی لڑکیوں کا عام طور پر نوکریاں کرنا اور مردانہ پیشوں میں حصہ لینا ہرگز مستحسن نہیں۔ اور نہ یہ ہمارے ملک کی دیرینہ روایات کے شایان شان ہے۔ کہ عورتیں مردوں کی حریف بنیں۔ افلاس اور تنگ دستی کا علاج ملازمتوں کے حصول کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے۔ مہاتما گاندھی ہماری گھریلو صنعتوں کی ترویج پر جو زور دے رہے ہیں۔ وہ واقعی کچھ معنی رکھتا ہے۔ چھوٹے پیمانہ پر دیسی صنعتیں ہم کاشتکاروں کے ملک کی غریبی کو ایک بڑی حد تک دور کر سکتی ہیں۔ آخر یہ کیا ضروری ہے۔ کہ مردانہ پیشوں کے اختیار کرنے میں ہمیں مغرب ہی کی کورانہ تقلید پر مجبور کیا جائے؟

تقسیم عمل میں عورت کا جو حصہ ہندوستان میں مقرر کر دیا گیا ہے یعنی گھر کی صفائی اور دیکھ بھال۔ بچوں کی پرورش و تربیت۔ وہ نہایت مناسب ہے۔ اگر اس نظام میں کچھ نقائص ہیں۔ تو اس میں بے شک تغیر و تبدل کی ہر وقت گنجائش ہے۔ دفعتاً کسی معاشرت میں ایک انقلاب عظیم کر دینا خطرات سے خالی نہیں۔ میانہ روی سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھانا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

پھر عورت اور مرد کو ایک پلیٹ فارم پر لانے والے اس بات کو ضرور ذہن میں رکھیں۔ کہ کسی ملک سے ہر قسم کی مادی اشیائ علم۔ ہنر۔ طرز معاشرت۔ زبان۔ غرض ہر شے مانگے کی لی جا سکتی ہے۔ لیکن کسی ملک کی تاریخ ہرگز مستعار نہیں لی جا سکتی + روس کی مثال دینے والے یہ بات بھول جاتے ہیں۔ کہ ہندوستان جیسے پتی ورتا ملک ہیں جہاں عورتیں مرد کی چتا پر زندہ جل کر خاک ہو جایا کرتی تھیں۔ عورت کو ایک دم اس قدر آزادی نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ وہ اس آزادی کی متحمل ہو سکتی ہیں +

ہماری معاشرت میں یک لخت ایک زلزلہ سا آجائے گا۔ گھر بار اوندھا پڑا ہو گا۔ اور بیوی دفتر گئی ہوں گی۔ بال بچے نوکروں پر پڑے گھن کھا رہے ہوں گے۔ اور بیگم صاحب ملازمت کے فرائض انجام دینے ایروڈروم تشریف لے گئی ہوں گی +

ڈاکٹری اور جراحی کے پیشوں کو چھوڑ کر اور سب شعبوں میں مرد سے جنگ کرنا کسی آئندہ زمانے میں ممکن ہے مناسب سمجھ لیا جائے۔ فی الحال ٹھیک نہیں ہے + نوکریاں مردوں ہی کے لئے ایسی کونسی ہیں۔ جو عورتیں بھی حاصل کریں گی۔ اس کی مثال تو ایسی ہو گی۔ کہ ایک ہڈی پر دو کتے ٹوٹ پڑیں +

جن جن ملکوں میں عورتیں مردانہ پیشے کرتی ہیں۔ وہاں ہوٹل اور رسٹوران ہیں کھانا کھانے کا رواج ہے + گھر پر نہ عمدہ رسوئی ہوتی ہے۔ اور نہ مرغ پلاؤ کے لئے مرد بیتاب ہوتے ہیں + بچوں کی پرورش بھی ماؤں کے لئے ضروری نہیں۔ حکومت کی طرف سے نرسنگ ہوم ہیں + چند روپیہ ماہوار دے کر بچے داخل کر دیئے جاتے ہیں۔ گویا ان ملکوں کا سارا نظام معاشرت ہی مختلف ہے + اب ہم یا تو سارا نظام ہی بدل دیں۔ جو قرن ہا قرن کے ارتقا کا نتیجہ ہے۔ اور جسے یک لخت اکھاڑ پھینکنے کے اسباب ابھی معقول نہیں پائے جاتے یا عورتوں کو رفتہ رفتہ آزادی دیں۔ اور خاص خاص پیشوں تک ان کی رسائی محدود رکھیں +

اگر عورتیں کسی دفتر کی پچاس ملازمتوں پر حق نیابت کی رو سے قبضہ کر لیں گی۔ تو ظاہر ہے۔ کہ پچاس مرد ضرور بیکار ہو جائیں گے۔ اور اس طرح ان کے بیکار ہونے سے یا تو ان کے دلوں میں بے بسی اور لاچاری کے خیالات پیدا ہوں گے۔ یا سوسائٹی کے خلاف بغاوت کے جذبات پیدا ہوں گے + قوم میں اپنے تئیں ہیچ و حقیر سمجھنے کا جذبہ

Taj Tahir Foundation

بڑھے گا۔ یا جرائم کی تعداد۔ آخر یہ کونسی عقل مندی ہے۔ کہ ہم اپنے جسم کا کمزور عضو ٹھیک کرنے کے لئے تندرست اور فربہ عضو کو بھی برباد کردیں۔ ممکن ہے۔ کمزور عضو جلد ٹھیک نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں ہم نے اپنے فربہ حصۂ جسم کو بے وجہ خراب کیا۔

دوسرے ہم عورتوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ آدم کے بیٹے عورتوں کے مسائل پر قلم اُٹھاتے وقت مربیانہ لب و لہجہ کیوں اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر ہندوستانی عورتیں آزاد ہو جانے اور مرد کا حریف بن جانے کی قابلیت اور اہلیت رکھتی ہیں تو وہ ضرور ایک دن ہو کر رہیں گی۔ اس میں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ مردوں کے اس قول میں کہ "اس کمزور طبقے کی مدد کرنی چاہئے" کچھ فخر و غرور و بزرگی و برتری کی جھلک پائی جاتی ہے۔ واضح ہو۔ کہ اس قسم کی تحریکوں کی مثال دریا کے بہاؤ کی سی ہے۔ اگر بہاؤ اور طوفان آئے گا۔ تو وہ سب رکاوٹوں کو توڑ کر پاش پاش کر دے گا۔ کسی کے روکے نہ رکے گا۔ ہم ہندوستانی خود دار عورتیں خود غرض مردوں کے ہاتھ کی دی ہوئی بھیک ہرگز نہیں لینا چاہتے۔ جو کچھ لینا اور کرنا ہے۔ ہم خود لے لیں گے۔ اور کریں گے۔ خواہ آزادی ہو۔ یا ملازمت۔

بیگم شارق سردارپورہ۔ جودھپور

مسلم گرلز کالج علی گڑھ
کے تاریخی حالات

مسلم گرلز کالج علی گڑھ کی سلور جوبلی کے موقع پر جناب شیخ عبداللہ صاحب نے کالج کے مختصر تاریخی حالات شائع کئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں اپنی اس تحریک کے دوران میں کس کس نوع کی مشکلات کا سامنا ہوتا رہا۔ اور مسلمان لڑکیوں کا یہ سب سے بڑا اور کامیاب کالج جناب شیخ صاحب کی اور محترمہ بیگم عبداللہ کی کن محنتوں کا حاصل اور ان کی کیسی مستقل مزاجی۔ حوصلہ مندی اور ہمت کا نتیجہ ہے۔ خواتین کی معلومات کے لئے ہم ان حالات کے بعض اقتباسات تہذیب میں درج کرنے ضروری سمجھتے ہیں۔

تاج

علی گڑھ میں جب مدرسہ جاری کرنے کا اعلان کیا گیا۔ تو مخالفت میں ایک ہیجان و اشتعال پیدا ہو گیا۔ بعض واقعات ایسے پیش آ گئے۔ جن کا ذکر قومی نقطۂ خیال سے

اس جگہ مناسب نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز جس نے تمام دشواریوں کا مقابلہ کیا۔ وہ اس بات کا یقین تھا۔ کہ مرد عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھنے میں حق بجانب نہیں ہیں ؛

رفتہ رفتہ بعض نیک دل مقتدر ہستیوں کی توجہ اس طرف مبذول ہونی شروع ہوئی۔ اور ان سب سے اول سبقت عُلیا حضرت ہر ہائینس مرحومہ و مغفورہ جناب سلطان جہاں بیگم عرش آشیانی نے کی اور اپنی فیاضی اور دستگیری کے کریمانہ ہاتھ اس درسگاہ کی طرف بڑھائے + مرحومہ کی ابتدائی مدد اور مالی اعانت نے بہت بڑا کام کیا + مخالفین جو اس وقت تک یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ علی گڑھ کی سرزمین میں لڑکیوں کی تعلیم کی بدعت کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ ان کے مُنہ بند ہوگئے۔ اس کے بعد ہماری قوم کے غیر فانی شاعر اور فلاسفر شمس العلماء مولانا حالی مرحوم نے میری درخواست منظور فرما کر اپنی عدیم المثال نظم چپ کی داد لکھی۔ جس نے ایک گروہ کے خیالات میں بہت کچھ انقلاب پیدا کر دیا ؛

اس کے بعد ۱۹۱۰ء میں میں نے ایک روز ایک درخواست لکھ کر سر جیمس لاٹوش نفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ کے پاس بھیجی اور مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کی طرف اُن کی توجہ دلائی۔ اور استدعا کی۔ کہ اگر ان کی اجازت ہو۔ تو میں ایک ڈیپوٹیشن لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور ایک مدرسے کے جاری کرنے کے لئے گورنمنٹ کی امداد کے لئے درخواست کروں + اس کے جواب میں مجھ کو اجازت دی گئی۔ کہ میں ڈیپوٹیشن لے کر لکھنؤ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں + میں نے اس وقت کے بہت سے مقتدر حضرات کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ اور ان سے درخواست کی۔ کہ وہ بھی اس ڈیپوٹیشن میں شرکت فرمائیں ؛

اول تو سب نے شرکت منظور فرمائی۔ لیکن نہ معلوم بعد میں ان سب کے خیالات میں کیا تبدیلی واقع ہوئی۔ کہ جب میں ان کے نام نفٹنٹ گورنر کے پاس بھیج چکا۔ کہ یہ صاحبان ڈیپوٹیشن میں شریک ہوں گے تو ان میں سے سب نے ایک ایک کر کے جانے سے انکار کر دیا + اب کس کا نام لیا جائے۔ اور کس کی شکایت کی جائے۔ ان میں سے اکثر حضرات دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں لیکن مجھ کو اپنی مایوسی کا صدمہ یاد ہے۔ کہ جب ان حضرات نے انکار کیا۔ اور میں ان کے نام بھیج چکا تھا۔ تو مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں نفٹنٹ گورنر یہ نہ سمجھیں کہ میں نے اثر ڈالنے کی غرض سے بڑے بڑے

آدمیوں کے نام لکھ کر ان کے پاس بھیجدئے تھے۔ اور فی الواقع ان کی رضامندی حاصل نہیں کی تھی ٭

جب لفٹنٹ گورنر بہادر نے دیکھا۔ کہ دوسرے بڑے بڑے اشخاص جن کے نام فہرست میں ان کے سامنے تھے۔ وہ ڈیپوٹیشن کے ساتھ نہیں آئے۔ تو انہوں نے پہلے ہی یہ سوال کیا۔ کہ یہ لوگ کیوں نہیں آئے۔ اور خود ہی جواب دیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی مسلمانوں کی قوم میں تعلیم نسواں کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ کسی فرقہ کی مرضی اور خیالات کے خلاف اس کے کاموں میں دخل دینا نہیں چاہتی۔ اس لئے شاید اس معاملے میں بھی گورنمنٹ اس وقت تک کا انتظار کرے۔ جب مسلمان متفق ہو کر گورنمنٹ کے سامنے کسی امداد کے لئے درخواست پیش کریں ٭

میں نے کہا۔ کہ میں یہ ایڈریس حضور عالی کے سامنے پڑھنے کو لایا تھا۔ لیکن اب اس کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ وہ حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ اپنے خیالات حضور کے سامنے پیش کردوں۔ اور پھر امداد کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ حضور کی مرضی پر چھوڑدوں۔ چنانچہ لفٹنٹ گورنر بہادر نے اجازت سے میں نے مسلمان عورتوں کی پست حالت

جس کا باعث مردوں کی جہالت تھی۔ اس کا نقشہ جہاں تک مجھ سے ہوسکا۔ الفاظ میں کھینچ کر ان کے سامنے پیش کیا ٭

سننے کے بعد انہوں نے دریافت کیا۔ کہ تم نے کوئی مدرسہ جاری بھی کیا ہے۔ یا نہیں میں نے کہا۔ ابھی تک نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ پھر امداد کی درخواست قبل از وقت ہے۔ اور میں تم کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ جاکر کوئی مدرسہ قائم کرو۔ اور اس کے جاری کرنے کی رپورٹ کرو۔ اور ہم یہاں سے کسی انسپکٹرس کو معائنہ کے لئے بھیجیں گے۔ اس رپورٹ کے بعد جو انسپکٹرس کرے گی۔ ہم دیکھیں گے۔ کہ ہم کیا کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ہم وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور وہاں سے آکر علی گڑھ کے شہر میں ایک مدرسہ کرایہ کے مکان میں جاری کردیا۔ اور اس کی رپورٹ دو مہینے کے بعد جناب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس بھیجدی ٭

وہاں سے ایک انسپکٹرس کو حکم ہوا۔ کہ وہ آکر معائنہ کرے۔ اور رپورٹ کرے۔ کہ اس مدرسے کی کامیابی کی کیا امیدیں ہیں+ انسپکٹرس صاحبہ نے معائنہ فرمایا۔ اور کہا۔ مجھ کو تو اشارہ ہوا ہے۔ کہ میں بہت اچھی رپورٹ لکھوں۔ لیکن مجھے آپ کے خاندان کی دلچسپی اور ایثار دیکھ کر اب یہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں کوئی جھوٹی رپورٹ کروں۔ چنانچہ انہوں نے

بہت ہی اچھی رپورٹ لکھی - اور مدرسہ کا مستقبل امید افزا ظاہر کیا + اس رپورٹ کے بعد حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہاں سے ایک پروانہ آیا۔ جس میں ۲۵۰ روپیہ مہینہ کی مستقل امداد اور ۱۷۰۰۰ روپیہ نقد واسطے تعمیر مکانات کے عطا کیا گیا۔ بس اب کیا تھا۔ مدرسے کی بنیاد مستحکم ہوگئی۔ اور اس کا آئندہ چلنا آسان ہوگیا +

اس شہر کے مدرسے کے جاری کرنے کے بعد مجھ کو اس بات کا ثبوت ملنے لگا۔ کہ عورت کے دل میں خدا نے مردوں کی نسبت ایثار اور ہمدردی اور بے غرضانہ کام کرنے کا مادہ بہت زیادہ دیا ہے + علی گڑھ کی اور بیرونجات کی بعض محترمات کو اس مدرسے کے جاری ہونے پر بہت خوشی ہوئی۔ گو دوری مقام کی وجہ سے وہ عملاً منتظمین کا ہاتھ بٹا نہیں سکتی تھیں۔ لیکن ان میں سے بعض نے اپنے قلم سے مدرسے کے مقاصد کی اشاعت کی۔ اور بعض نے چندے فراہم کرنے میں مدد دی۔ جن کا مفصل ذکر رسالہ خاتون کے اوراق میں ملے گا + لیکن عبداللہ بیگم اور ان کی دو ہمشیرگان سکندر جہاں بیگم۔ اور سعید جہاں بیگم نے جس ایثار کا ثبوت دیا۔ اس کا اثر اس وقت میرے دل پر موجود ہے۔ اور ان کے اس ایثار کی وجہ سے اُس ہمدردی میں جو فرقہ نسواں سے مجھ کو تھی۔ بہت زیادہ اضافہ ہوگیا +

اُس زمانے میں مسلمان اُستانیاں کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملتی تھیں۔ مشکل سے ایک استانی دہلی سے ملی۔ جس کو مع اپنے کنبے کے بڑی خوشامدوں سے میں دہلی سے علی گڑھ لایا + ابتدا میں وہی ایک اُستانی تھی۔ اور صرف اُردو کی کتابیں پڑھانے کی قابلیت رکھتی تھی۔ مدرسہ جاری ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد مدرسے میں بھرتی ہوگئی۔ اور ان کل لڑکیوں کو تعلیم دینا ایک استانی کے بوتے کی بات نہیں رہی تھی۔ اس لئے عبداللہ بیگم اور ان کی دونوں ہمشیرگان خود اُستانیاں بن گئیں + ایک نے اُردو پڑھانا شروع کیا۔ اور دوسری نے قرآن شریف۔ اور تیسری نے خوش خطی کی تعلیم دینی شروع کی + عبداللہ بیگم اپنے بچوں کو دودھ پلائی پر چھوڑ کر دن دن بھر مدرسے میں رہتی تھیں + اگر ہم ان ہمدرد خاتونوں کا مقابلہ کسی لڑکوں کے مدرسے کے اسٹاف سے کریں تو ہم کو ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں دکھائی دے گا۔ جہاں پر مردوں نے آنریری طور پر تعلیم دینے کا کام کیا ہو + آریا سماجی مدارس اور بعض ہندوؤں کے مدارس میں ایسی مثالیں ضرور ملتی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے کسی مدرسے میں اس قسم کی مثالیں نہیں ملیں گی +

مدرسے میں عبداللہ بیگم کی موجودگی لڑکیوں کے لئے اور ان کے والدین کے لئے ایک بڑی

کشش کا باعث ہوئی۔ جو لوگ اپنی لڑکیوں کو مدرسے میں بھیجنے سے ہچکچاتے تھے۔ ان کو بھی یقین ہو گیا۔ کہ مدرسے میں اچھی نگرانی ہوتی ہے۔ اپنی لڑکیوں کو وہاں بھیجنے میں کوئی ہرج نہیں ہے ؎

لیکن جہاں پر یہ مسلمان خواتین اپنے ایثار کا ثبوت دے رہی تھیں۔ وہاں پر اہل شہر کی جہالت اور مخالفت بھی اپنا سماں دکھا رہی تھی ؎

وہ زمانہ مجھ کو یاد ہے۔ کہ جب شہر کے شریروں نے چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو لڑکیوں کی ڈولی پر سے پردے اچھالنے کی ترغیب دی تھی۔ اور روزانہ میرے پاس اس کی شکائتیں آیا کرتی تھیں ؎ وہ صبح کا وقت مجھ کو بخوبی یاد ہے۔ جب میں نے مدرسے کی دیوار کے کونے پر کھڑا ہو کر ان شریر لڑکوں کی شرارت دیکھی تھی۔ اور ان کی پیٹھ پر قمچیاں برسائی تھیں ، وہ وقت بھی مجھ کو یاد ہے کہ ایک مسلمان تحصیلدار نے جو تعلیم نسواں کا سخت مخالف تھا۔ شہر میں مدرسے کے خلاف بُری شہرت پھیلائی تھی۔ کہ مدرسے کے قریب رہتا ہوں۔ اور دن رات اپنی آنکھوں سے وہاں کے تماشے دیکھتا ہوں ؎

وہ وقت بھی مجھ کو یاد ہے۔ کہ میں شہر کے دو معززین کو اپنے ہمراہ لے کر ان تحصیلدار صاحب کے مکان پر پہنچا۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ جو جو باتیں آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہوں۔ اور جن کا ذکر آپ نے لوگوں سے کیا ہو۔ وہ میرے سامنے اور ان صاحبوں کے سامنے بیان فرما دیجئے۔ کہ ان کا تدارک کیا جائے ؎ وہ میری بات سن کر سٹ پٹا گئے۔ اور صاف انکار کر گئے۔ کہ میں نے کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ میرے دونوں ساتھیوں کے سامنے پہلے بہت کچھ کہہ چکے تھے ؎ میرے ساتھی ان کے چہرے کی طرف تکتے رہ گئے۔ میں نے کہا۔ کہ آپ نے اگر اس سے قبل کچھ نہیں کہا۔ تو آئندہ بھی کوئی اس قسم کی بات زبان سے نہ نکالیں گے۔ کہ بلا وجہ بے لطفی پیدا ہو ؎

بعد میں ایک تجربہ کار عیسائی اُستانی مل گئی جس کو ہیڈ مسٹریس مقرر کیا گیا۔ اور مدرسے میں کسی قدر سررشتہ تعلیم کے قواعد کے مطابق تعلیم شروع ہوئی ؎ لڑکیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ ایک مکان میں گنجائش نہ رہی۔ تو دوسرا مکان بدلا گیا۔ یہ مدرسہ سات سال تک شہر میں جاری رہا۔ اور ، نومبر ۱۹۱۱ء سے چار سال قبل جاری ہوا تھا۔ اسی دوران میں مدرسے کے مستقل مکانات بنانے کی تدبیریں کی گئیں ؎

جس مقام پر اب مدرسہ قائم ہے۔ یہ مقام مسلم یونیورسٹی سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن باوجود اس فاصلے کے بھی جب میں نے یہاں پر مدرسہ تعمیر کرنا تجویز کیا۔ تو ایم اے او کالج کے اسٹاف کی طرف سے بہت سخت مخالفت ہوئی ؎ مسٹر آرچبولڈ پرنسپل نے

ایک دھمکی دی۔ کہ اگر یہاں پر لڑکیوں کا مدرسہ بنے گا۔ تو میں استعفا دیدوں گا + دیگر ممبران اسٹاف نے بھی جو پرنسپل کے ہم خیال تھے۔ اس مقام پر مدرسے کے بننے کی مخالفت کی + میں نے عرض کیا۔ کہ اس مقام پر مدرسے کی تعمیر کی مخالفت کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ یہ مدرسہ تعمیر ہی نہ ہو۔ کیونکہ میرا قیام علی گڑھ میں ہے۔ اور بلا میری کوشش اور نگرانی کے یہ مدرسہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور مجھ کو اسی میں سہولت ہے۔ کہ میں اس مقام پر مدرسہ قائم کروں۔ اور کوئی دوسرا مقام مجھ کو مناسب اور موزوں دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے مجھ کو پرنسپل صاحب اور ممبران اسٹاف کی رائے سے اختلاف ہے۔ اگر مدرسہ قائم ہوگا۔ تو اسی جگہ ہوگا۔ ورنہ کہیں بھی نہیں ہوگا + یہ مدرسہ پردے کا مدرسہ ہوگا۔ لڑکوں کو اس کے قریب جانا بھی ناممکن ہوگا + اب بھی بورڈنگ ہوس میں بہت سے مسلمان ممبران اسٹاف مع اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے رہتے ہیں۔ کبھی کسی طالب علم کی ہمت نہیں ہوتی۔ کہ ان کے مکان کے اندر جائے۔ اور آج تک کبھی اس قسم کی کوئی شکایت نہیں ہوئی + لڑکیوں کا یہ بورڈنگ ہوس بھی بالکل اسی طریقے سے محفوظ کرنا مقصود ہے۔ جیسے کہ لوگوں کے گھر محفوظ ہوتے ہیں + اس پر نواب وقار الملک صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب جب بڑی مضبوطی اور ذمہ داری کے ساتھ یہ مدرسہ تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ ہمارے پاس کونسی قوت ہے۔ کہ ان کو روک سکے۔ وہ ہم سے روپیہ نہیں مانگتے۔ زمین نہیں مانگتے۔ ایک میل کے فاصلہ پر مدرسہ بنا رہے ہیں۔ اگر ہم مخالفت بھی کریں گے۔ تو بے سود ہوگی۔ اس لئے میری رائے میں مخالفت چھوڑ دینی چاہئے:۔

میں نے نہایت مستعدی سے تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۹۱۱ء کی ۷ نومبر کو لیڈی پورٹر جو مسٹر پورٹر قائم مقام لفٹننٹ گورنر کی لیڈی صاحبہ تھیں ان کے ہاتھ سے مدرسے کا سنگ بنیاد رکھوایا گیا۔ آج اسی کی سالگرہ ہے:۔ (باقی آئندہ)

محفل تہذیب

۱۔ کسی بہن نے قبض کی شکایت لکھی ہے۔ ان کو چاہئے۔ کہ وہ صبح کو نہار منہ ایک گلاس پانی پی لیا کریں + انشاء اللہ کچھ روز کے بعد یہ شکایت باقی نہ رہے گی + یہ طریقہ برابر جاری رکھیں بہت مفید ہے:۔

۲۔ جن بہن نے اپنی والدہ کے منہ میں چھالوں کی شکایت لکھی ہے۔ اُن کو چاہئے۔ کہ دہی کا زیادہ استعمال رکھیں۔ اور گنا بھی کھلائیں + اور برابر موتی منجن استعمال کرتی رہیں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا + موتی منجن کے ملنے کا پتہ یہ ہے

Taj Tahir Foundation

سول ایجنٹ مکا بھم برادرس
اپر کوٹ - میرٹھ
ریاض فاطمہ گلاؤٹھی

تہذیب مورخہ ۳۱ - اکتوبر میں ایک خریدار بہن نے قبض کی شکایت لکھی ہے - ان کی خدمت میں عرض ہے - کہ وہ بلاناغہ ایک چمچہ اصلی بادام روغن یا ولائتی زیتون کے تیل کا گرم دودھ (ایک پیالہ) میں ملاکر رات کو پی لیا کریں - خدا شفا دے گا ٭

نوٹ - دودھ اور تیلوں کی مقدار گھٹا بڑھا بھی سکتی ہیں ٭

نیز کالے تلوں کے علاج کے استفسار کے جواب میں گزارش ہے - کہ ضرورت مند بہن صاحبہ چند تازہ حنظل لے کر ان میں سوراخ کریں - اور پیئرز سوپ (Pears Soap) کی ٹکیہ کوٹ کر ان میں بھر دیں - اب ان حنظلوں کو پوٹلی میں باندھ کر لٹکا دیں - یہاں تک کہ وہ ۲۱ دن تک لٹکے رہیں - بعدہٗ صابن کو حنظل سے نکال کر ہر صبح پانچ منٹ تک اس کا لیپ کریں - اور پھر گرم پانی سے مُنہ دھو ڈالیں - انشاء اللہ مفید ہوگا - میری ایک عزیز کا آزمودہ ہے ٭

حمیدہ غلام رسول ادیب عالم (میڈلسٹ)
از فاضلکا

تہذیب نسواں کے اکتوبر کے ماہوار اڈیشن میں ایک دہلوی بہن صاحبہ نے ہچکی کی شکایت کے دور کرنے کے لئے استفسار کیا ہے - مندرجہ ذیل تدابیر ہچکی کی شکایت رفع کرنے کے لئے مجرب ثابت ہو چکی ہیں - بہن صاحبہ اس پر عمل فرما کر فائدہ اٹھائیں - اور بعد فائدہ ہونے کے بذریعہ تہذیب آگاہ فرما کر تسلی بخشیں ٭

۱- ہچکیاں اکثر خرابی معدے کے باعث بھی آیا کرتی ہیں - اس کے لئے ایک ہلکا سا مسہل لینا بھی خالی از فائدہ نہیں - تاکہ صفائی معدہ ہو کر ہچکیوں کی شکایت دور ہو ٭ جس وقت ہچکیاں آتی ہوں - سرخ نمک بہت مہین پیس کر بہت ذرا سی چٹکی میں لے کر نسوار لیں - انشاء اللہ اس عمل کے فوری اثر سے ہچکی رک جائے گی ٭

دوسرے تھوڑی سی مونج چلم میں رکھ کر اس کا دھواں کھینچیں - انشاء اللہ فائدہ ہوگا - مذکورہ تدابیر سے فائدہ یقینی ہے - بالفرض اگر فائدہ نہ بھی ہو - تو خدانخواستہ کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا ٭ لہذا بلا خوف و خطر عمل پیرا ہو سکتی ہیں ٭

گ - ن - کپور تھلہ

٭ ٭ ٭ ٭

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

نیو میکسیکو کی ایک معمر خاتون

نیو میکسیکو میں مسز انستاسیا کیبر گو نامی ایک خاتون ہے۔ جو اپنی زندگی کے ایک سَو اٹھارہ سال گزار چکی ہے + اس کی صحت نہایت اچھی ہے۔ اس کی بینائی میں ابھی تک کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ کمر ہی خمیدہ ہوئی ہے + وہ نہایت چست و چالاک ہے + اس کے سر کے بال سفید لیکن گھنے ہیں + وہ سوئی میں دھاگا ڈال سکتی۔ سی سکتی۔ اور کھانا پکا سکتی ہے + وہ گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتی ہے۔ خود ہی کپڑے دھوتی اور خود ہی لکڑیاں کاٹتی ہے ❊

وہ میکسیکو کے قصبۂ "ال پاسو" سے نو میل کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے گھر میں رہتی ہے + اس کے ساتھ اس کا سب سے چھوٹا بیٹا رہتا ہے۔ جس کی عمر ستر سال سے کم نہیں ہے + وہ اسے پیار سے "می ہجو" یعنی میرا ننھا بچہ کہہ کر پکارتی ہے ❊

مسز انستاسیا کیبر گو نے اپنے پہلے شوہر کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی۔ لیکن اس کا دوسرا شوہر بھی اس کی زندگی ہی میں مرگیا +

جب وہ ان ایام کا ذکر کرتی ہے۔ جب اس کے وطن پر اسپین اور اس کے بعد میکسیکو والوں کا راج تھا۔ تو اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک پیدا ہوتی ہے + اس نے چار حکومتوں کے دور دیکھے ہیں ❊

مسز کیبر گو کو اس امر کا بے حد افسوس ہے۔ کہ آج کل کے نوجوان بہت جلد بڈھے ہو کر مر جاتے ہیں + علاوہ ازیں وہ زندگی کا اس قدر لطف بھی نہیں اٹھاتے۔ جتنا پرانے زمانے والے اٹھاتے تھے ❊

درازیٔ عمر کے متعلق اس خاتون کا مقولہ ہے۔ کہ "ترا باجو مچو ترا باجو" یعنی کام کرو۔ اور خوب کرو ❊

ملک معظم کے اختیارات

شائد بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں گے۔ کہ ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کو اس قدر اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ جس قدر دیگر شاہان انگلستان کو حاصل تھے۔ اور پارلیمنٹ ہی سب کچھ ہے لیکن یہ ان کی بھول ہے + درحقیقت انگلستان

کے تاج و تخت کے مالک کے اختیارات تو نہایت وسیع ہیں۔ البتہ اگر وہ انہیں کام میں نہ لائیں۔ تو یہ دوسری بات ہے ؛

ذیل میں بعض اختیارات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہیں ملک معظم پارلیمنٹ سے مشورہ کئے بغیر کام میں لا سکتے ہیں :-

۱- وہ تمام فوج کو برطرف کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ؛

۲- وہ جنرل کمانڈنگ انچیف سے لے کر نچلے درجے کے تمام افسروں کو موقوف کر سکتے ہیں ؛

۳- وہ تمام بحری افسران و اشخاص کو برطرف کر سکتے ہیں ؛

۴- وہ تمام جنگی جہازوں اور دیگر بحری سامان کو فروخت کر سکتے ہیں ؛

۵- جنگ میں شکست کھانے پر وہ غنیم کو کورنوال کا علاقہ دے کر صلح کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ علاقہ شاہ انگلستان کی ذاتی ملکیت ہے ؛

۶- وہ فرانس کے علاقہ برٹنی کو حاصل کرنے کے لئے جنگ کر سکتے ہیں ؛

۷- وہ برطانیہ کے ہر فرد کو خواہ وہ عورت یا مرد خطابات دے سکتے ہیں ؛

۸- وہ برطانیہ عظمیٰ کی ہر مذہبی تعلیم گاہ کو یونیورسٹی بنا سکتے ہیں ؛

۹- وہ سول کے بیشتر ملازمین کو موقوف کر سکتے ہیں ؛

۱۰- وہ تمام مجرمین کی خطاؤں کو بخش سکتے ہیں ؛

ملک معظم اس قسم کے بے شمار اختیارات کے مالک ہیں۔ لیکن وہ عموماً ان سے کام نہیں لیتے۔ گو شاہان انگلستان پارلیمنٹ کے ہر منظور کردہ قانون کو نامنظور کر سکتے ہیں لیکن ملکہ اینی سے لے کر اس وقت تک اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ؛

بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں گے۔ کہ شاہ انگلستان اپنی حکومت کے دوران میں پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر ملک سے باہر نہیں جا سکتا۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ جارج اول سے لے کر اس وقت تک بیشتر شاہان انگلستان اپنی مرضی کے مطابق باہر آتے جاتے رہے ہیں ؛

ملک معظم اگر چاہیں تو قیدیوں کی سزاؤں کو بڑھا یا گھٹا سکتے ہیں ؛

ایک پرانا مقولہ ہے۔ کہ "بادشاہ کبھی خطا نہیں کر سکتا"۔ یہ مقولہ حقیقت پر مبنی ہے۔ بالفرض اگر کوئی بادشاہ جعلی چیک بنائے تو اس پر مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر وہ وزیر اعظم کو خود گولی کا نشانہ بنا ڈالے۔ تو بھی برطانیہ عظمیٰ کی کوئی عدالت

Taj Tahir Foundation

اس کو مجرم قرار نہیں دے سکتی ؛

شاہ انگلستان کی موٹر کے لئے نمبر کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اس کے لئے رفتار کی کوئی حد مقرر ہے ؛

بادشاہ سلامت کے تار سب سے ضروری خیال کر کے سب سے پہلے بھیجے جاتے ہیں۔ اور وہ انہیں ٹکٹ لگائے بغیر روانہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح انہیں لفافوں پر ٹکٹ لگانے کی بھی ضرورت نہیں ؛

شاہ انگلستان ان علاقوں میں جہاں گھوڑا گاڑی چلانے کی اجازت نہیں اپنی گاڑی چلا سکتے ہیں۔ وہ مکان یا جاگیر خرید سکتے ہیں۔ لیکن انہیں کرایہ پر نہیں دے سکتے ؛

بادشاہ سلامت ہر قسم کے ٹیکس سے بری ہیں۔ ان کی آمدنی یا جاگیر پر کسی قسم کا ٹیکس عائد نہیں کیا جا سکتا۔ ملکہ وکٹوریا اور شاہ ایڈورڈ ہفتم کے زمانے میں ان کی منظوری سے ان سے ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ اور اس میں یہ حکمت تھی۔ کہ رعایا ٹیکس کو برا خیال نہ کرے۔ لیکن شہنشاہ جارج پنجم کے زمانے سے اس دستور کو منسوخ کر دیا گیا ؛

شاہ انگلستان کے ذاتی ملازمین کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے وصیت نامے کی بے حد نگرانی کی جاتی ہے۔ اور کوئی شخص اس کے مضمون سے واقف نہیں ہو سکتا ؛

البتہ بادشاہ ایک چیز سے محروم ہے۔ اور وہ ووٹ کا حق ہے۔ کیونکہ شاہان انگلستان کا نام ووٹروں کی فہرست میں درج نہیں ہو سکتا ؛

سب سے ہر دلعزیز خاتون

حال میں آکلینڈ (نیوزی لینڈ) کے میئر نے شہر کی جانب سے مشہور ماہر پرواز خاتون مس جین بیٹن کے اعزاز میں ایک استقبالیہ جلسہ منعقد کیا۔ اس نے خاتون موصوفہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا :-

"مس جین بیٹن دنیا کی سب سے ہر دلعزیز خاتون ہیں۔ آپ نے ہوابازی کے فن میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور عالمگیر شہرت حاصل کی۔ اس کے باعث آپ کا نام تاریخ میں سلطنت کے بڑے بڑے مدبروں کے ساتھ ساتھ لکھا جائے گا ؛"

آخر میں میئر نے اعلان کیا۔ کہ مس جین بیٹن کی تشریف آوری کی خوشی میں شہر کے ایک اہم بازار کا نام بدل کر اسے خاتون موصوفہ کے نام "جین بیٹن پلیس" کے نام سے موسوم کیا جائے گا ؛

دل چسپ باتیں

پچھلے دنوں امریکہ کی ایک نمائش میں لوہے کا بنا ہوا ایک آدمی پیش کیا گیا۔ جو ہر پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد چار منٹ گفتگو کرتا تھا۔ گفتگو کے دوران میں اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو جاتی۔ سر جنبش کرنے لگتا۔ اور لب عام انسانوں کی طرح ہلنے لگتے تھے۔

یورپ کے ایک ڈاکٹر کا بیان ہے۔ کہ کہ ہوابازی سے دانتوں پر سخت مضر اثر پڑتا ہے۔ اور اسی لئے عموماً ہوابازوں کے دانت بہت خراب حالت میں ہوتے ہیں۔ اس بیان کی تصدیق لندن کے ایک مشہور ماہر دنداں نے بھی کی ہے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں۔ کہ بلندی پر ہوا کا درجہ حرارت کم ہو جانے پر ہوا کا اثر دانتوں کے حق میں بہت مضر ثابت ہوا ہے۔

اگر آسمان کے تمام بادلوں کو جمع کر کے وزن کیا جائے۔ تو وہ ۱۰ کروڑ ۳۸ لاکھ پونڈ ہوگا۔

برطانیہ ہر سال مختلف کھیلوں پر ۷ کروڑ پچاس لاکھ پونڈ صرف کرتا ہے۔ مگر اب سے ۶ سال پیشتر امریکہ کھیلوں پر ۲۰ کروڑ پونڈ خرچ کرتا تھا۔

وارِوک شائر کے ڈیری فارم (دودھ اور مکھن کا کارخانہ) میں دودھ دوھنے کے لئے جو مصفا جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس میں گائے کو اس وقت تک داخل نہیں کیا جاتا جب تک ایک خاص غسل خانے میں اس کے پاؤں اچھی طرح سے نہ دھو لئے جائیں۔

سلور جوبلی اکسپرس برطانیہ کی سب سے تیز چلنے والی ریل گاڑی ہے۔ اس گاڑی کے ایک میل چلنے کا خرچ ۴ شلنگ ۲ پنس ہوتا ہے۔ اور آمدنی ۱۶ شلنگ ۲ پنس۔

امریکہ کے ایک شہر کنساس کے ہوٹل میں ایک شخص داخل ہوا۔ اس نے مالک سے پوچھا۔ کہ کیا سنہ ۱۹۱۴ء میں تمہاری دکان فلاں جگہ پر تھی؟ جب مالک نے اثبات میں جواب دیا۔ تو اس نے چار پونڈ نکال کر اس کے حوالے کئے۔ اور کہا۔ کہ یہ ان انڈے رکھنے والے برتنوں کی قیمت ہے۔ جو آج سے بیس سال پیشتر میں نے تمہاری دکان سے چرائے تھے۔

Taj Tahir Foundation

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت کی طرف سے انجمن محافظ اطفال کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ وہ یتیم بچوں کی مسرت کے لئے ایسے تمام سامان مہیا کرے۔ جن کی موجودگی میں ان کے دلوں میں یہ بات کسی وقت بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ کہ ان کے سر پر ماں باپ کا سایہ نہیں ہے + چنانچہ انجمن نے بچوں کے لئے خوبصورت سیرگاہیں۔ حوض اور کھیلوں کے مختلف سامان مہیا کر دیئے ہیں +

استنبول کی میونسپلٹی نے ایک اعلان کے ذریعے بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو بائیسکل پر چڑھنے کی ممانعت کر دی ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں بچوں کے سرپرستوں پر جرمانے کئے جائیں گے +

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تجویز کے مطابق ایران کو بھی مجلس دول اسلامیہ میں شامل کر لیا گیا ہے + اس اسلامی اتحاد پر ایرانی بہت مسرت کا اظہار کر رہے ہیں + مجلس دول اسلامیہ میں ایران کو اہم جگہ دی جائے گی۔ اس سے ایران کی صنعت و حرفت اور پیداوار میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ ترکی اور ایران کے فوجی تعلقات بھی مستحکم ہو جائیں گے +

یروشلم (ہوائی ڈاک سے) گزشتہ جمعہ کو بعد نماز جمعہ بیت المقدس کی جامع مسجد میں علماء کرام ملک کے جدید صورت حالات سے لوگوں کو روشناس کر رہے تھے۔ کہ ایک مقرر نے قومی غدار احمد خلیل ابو شعیب کو دیکھ پایا + مقرر نے منبر پر آ کر باآواز بلند کہا۔ کہ مسلمانو! مسجد کی مقدس زمین میں مجھے پھر احمد خلیل ابو شعیب جیسے لعنتی کی منحوس صورت دکھلائی دے رہی ہے۔ یہ اب بھی شرارت سے باز نہیں آیا فلسطین کے ہزارہا بے گناہ عربوں کو جلا وطن کرانے پر بھی اس کی رگ شیطنت پھڑک رہی ہے۔ اسے یہاں سے نکال دو + یہ سنتے ہی نمازیوں کی نگاہیں چاروں طرف اٹھنے لگیں۔ احمد خلیل کی شکل دیکھتے ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور گھونسوں اور لاتوں سے اسے وہیں ہلاک کر دیا +

حجاز (ڈاک سے) حجاز کے وزیر خارجہ مصر تشریف لے گئے ہیں + آپ وزیر اعظم نحاس پاشا سے چند معاہدوں کے بارے میں گفت و شنید کریں گے۔ زیر بحث مسائل میں سب سے اہم مسئلہ حج کے موقع پر محمل شریف بھیجنے سے متعلق ہے + خلفائے بنی فاطمہ کے عہد سے اب تک ہر سال مصر سے محمل بھیجا جاتا تھا۔ لیکن ۸ سال سے سلطان ابن سعود اور حکومت مصر میں اختلافات پیدا ہو جانے کی وجہ

سے یہ رسم موقوف ہوگئی تھی۔ چنانچہ اس مسئلہ کے متعلق اب گفت وشنید ہو رہی ہے ٭

جدہ۔ مکہ اور منا میں رات دن چوبیس گھنٹے گورنمنٹ کے دواخانوں سے دوا اور طبی امداد مفت ملے گی ٭

بیت المقدس۔ ۲۳ نومبر فلسطین کے شاہی کمیشن نے ہفتہ کے دوران میں جو پبلک اجلاس منعقد کئے۔ ان میں کوئی عرب شہادت دینے نہیں آیا۔ مگر عربوں نے اپنے مفاد کے متعلق اپنی شہادت مرتب کرلی ہے ٭

لارڈ پیل صدر کمیشن نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر کمیشن نے عربوں کی امداد کے بغیر ہی اہم امور کا فیصلہ کرلیا۔ تو یہ امر بے حد ناگوار ہوگا ٭

دمشق کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شام کے اعلان آزادی نے یہودی حلقوں میں زبردست اضطراب پیدا کر دیا ہے ٭ یہودی کہتے ہیں۔ کہ مخالفت کی وجہ سے عرب لوگ یہودیوں کو پر امن زندگی بسر نہیں کرنے دیں گے ٭ چنانچہ یہودیوں کے دس ہزار مہاجرین شام سے ہجرت کر گئے۔ اس وقت شام میں صرف ۸ ہزار یہودی موجود ہیں ٭

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ملک معظم کے پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے لندن کونٹی کونسل کی تعلیمی کمیٹی کے نام ایک خط کے ذریعے یہ بات ظاہر کی گئی ہے۔ کہ ملک معظم کی خواہش ہے۔ کہ تاجپوشی کے موقع پر بچوں کے لئے خاص سیر وتفریح کا انتظام کیا جائے ٭ خط میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ بچوں کی سیر وتفریح کا انتظام اس طریق پر کیا جائے۔ کہ تاجپوشی کے بعد سب سے پہلے ملک معظم بچوں ہی کو مل سکیں ٭

لندن کا اخبار "ڈیلی ٹیلی گراف" لکھتا ہے۔ کہ ترکی میں عنقریب عورتوں کی جبری بھرتی کا اعلان کر دیا جائے گا ٭

لندن میل سروس ٹرین نے ۴۰۱½ میل کی مسافت ۵ گھنٹے اور ۳۲ منٹ میں طے کر کے دنیا بھر کی تیز رفتاری کا ریکارڈ توڑ دیا ہے ٭

لندن (بذریعہ ڈاک) انسانی ملبوسات میں ملک معظم نے کئی بہتر سے بہتر تبدیلیاں کی ہیں۔ جب آپ پرنس آف ویلز تھے۔ تو دنیا نے اس وقت بھی ان تبدیلیوں کو بہت پسند کیا تھا۔ اور اب جبکہ وہ بادشاہ ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کے لوگ اور بھی اشتیاق سے آپ کی ایجاد لباس کا انتظار کرتے ہیں ٭

لندن ۲۱ نومبر۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اگر فرینکو کی حکومت یا ہسپانوی حکومت نے سمندروں میں برطانوی جہاز کو

Taj Tahir Foundation

پکڑا۔ یا ان کی تلاشی لی۔ تو برطانوی حکومت اس بات کو برداشت نہیں کرے گی ؂

لنڈن ۲۱ نومبر۔ ریڈیو کی ایک خبر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ باغیوں کے رہنما جنرل فرانکو نے فرانس اور روس کو مطلع کیا ہے۔ کہ اگر کوئی جہاز حکومت ہسپانیہ کو اسلحہ پہنچانے کے لئے اِدھر آئے گا۔ تو اسے تباہ کر دیا جائے گا ؂

لنڈن ۲۳ نومبر۔ پوسٹ آفس کا چیف میڈیکل افسر گزشتہ تین سال سے ڈاک خانہ کے عملے پر زکام کے حفظ ماتقدم کے لئے ٹیکہ لگانے کا تجربہ کرتا رہا۔ اس تجربے سے ۵۰ فی صدی اشخاص کو فائدہ ہوا۔ اس طرز علاج کا عام نتیجہ اطمینان بخش نہیں سمجھا گیا ؂

لنڈن (بذریعہ ڈاک) بارو پارک شائر کی پرانی رومن سٹرک کو جب پانچ فٹ تک گھدوایا گیا۔ تو ایک جگہ رومن سپاہیوں کے کئی ڈھانچے برآمد ہوئے۔ لاشوں کے سروں پر پیتل کی ٹوپیاں تھیں۔ ان ڈھانچوں کو بل کے عجائب خانہ میں رکھوا دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ انسانی جسم دوسری صدی عیسوی میں یہاں دفن کئے گئے تھے ؂

برلن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت روس نے سازش کے سلسلے میں جو ۲۳ جرمنوں کو گرفتار کیا تھا۔ سو ان گرفتاریوں کے خلاف حکومت روس نے جرمنی کا احتجاج قبول نہیں کیا ؂

میڈرڈ۔ ۲۰ نومبر۔ ٹیرف ریڈیو کلب نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت ہسپانیہ کے وزیر جنگ کے فرزند کو جو اسیر جنگ تھا۔ سزائے موت کا حکم دیدیا ہے ؂

مارسیلز۔ ہسپانوی حکومت نے اس امر کا اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی باغیوں کی درپردہ امداد کر رہا ہے۔ ایک کروزر نے جس میں جرمن افسر موجود تھے۔ باغیوں کو جرمنی کے بنے ہوئے آلات حرب پہنچائے ہیں ؂

پیرس کے وزیر خارجہ موسیو سینگرو نے خودکشی کرلی ؂

آسٹریا میں کام کرنے والے افراد کی تعداد تین لاکھ ہے۔ جن میں سے دس لاکھ عورتیں ہیں۔ وہاں کی عورتوں کو دعوے ہے۔ کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ آزاد ہیں۔ اور وہ اب ایسے کام کر سکتی ہیں۔ جو آج تک صرف مردوں کے لئے مخصوص تھے ؂

یوگوسلافیہ کی ایک مسلمان لڑکی زلفی کو اس کے خاوند نے اس بنا پر گولی سے ہلاک کر دیا۔ کہ اس نے پردہ کرنے سے انکار کر دیا تھا ؂

پچھلے دنوں فرانس میں عورتوں کی تیز

Taj Tahir Foundation

گفتاری کا ایک مقابلہ ہوا۔ عورتوں نے اس انداز میں باتیں شروع کیں۔ کہ بیچارے منصف گھبرا اُٹھے۔ اس مقابلہ سے ادائے الفاظ کی صحت اور مطالعہ کی ترقی مراد ہے ؛

نئی دہلی۔ پشاور سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت نے آفریدیوں کا شش ماہی الاؤنس سردست روک لیا ہے۔ اور انہیں حسب معمول تلاش معاش کے لئے موسم سرما میں برطانوی ہند میں آنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ سرحدی تین قبیلوں نے حکومت سے صلح کر لی ہے ؛

بمبئی ۲۱ نومبر۔ تین مسلمانوں کے پیٹ میں چاقو بھونک دیا گیا۔ جو ہسپتال پہنچا دیئے گئے۔ ناگ پاڑہ پولیس نے ۱۲ ہندوؤں کو گرفتار کیا ہے ؛

کلکتہ ۔ ۲۱ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت بنگال نے کلکتہ یونیورسٹی کی یہ سفارش منظور کر لی ہے۔ کہ کالجوں میں فوجی تعلیم بھی دی جایا کرے ؛

بمبئی ۲۱ نومبر۔ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے چار ہلاک شدگان کے وارثوں نے ۵۰ ہزار روپیہ کا خون بہا طلب کیا ہے ؛

بمبئی ۲۱ نومبر۔ بمبئی کے میونسپل کمشنر نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ اس وقت بمبئی کی آبادی میں ۱۹ ہزار نفوس مرض سل میں مبتلا ہیں۔ اور یہ مرض نہایت سرعت سے بڑھ رہا ہے ؛

نئی دہلی ۲۲ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پانچویں آل انڈیا صنعتی نمائش دہلی میں ۲۷ فروری سنہ ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی۔ اور ۱۵ اپریل سنہ ۳۷ء تک رہے گی ؛

پٹنہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کلکتہ کی مشہور مخیر خاتون رانی چادہ شلا نے بالانند برہم چاری آشرم دیوگڑھ میں ایک مندر تعمیر کرنے کے لئے تین لاکھ روپیہ دیا ہے ؛

حیدرآباد دکن ۲۲ نومبر۔ حضور نظام مع پرنس معظم جاہ بہادر اور پرنس آف برار کے عنقریب کلکتہ تشریف لے جائیں گے۔ اور پندرہ روز کلکتہ میں قیام پذیر رہیں گے۔ اس عرصے میں اعلیٰ حضرت نظام وائسرائے ہند سے بھی ملاقات کریں گے ؛

بمبئی ۲۱ نومبر۔ اس ہفتے کے دوران میں ۴۲ لاکھ ۳۶ ہزار ۵۹ روپے کا سونا ہندوستان سے غیر ممالک کو بھیجا گیا۔ اور ۹۲،۷ ۱۱ اونس چاندی لندن بھیجی گئی ؛

لکھنؤ ۱۹ نومبر۔ گورنمنٹ ہاؤس ریڈ کراس سوسائٹی سب کمیٹی کا اجلاس لیڈی ہیلے کی صدارت میں منعقد ہوا ؛

باجلاس جناب سید تفضل حسین صاحب منصف درجہ اول الہ آباد ریاست بہاولپور

از عدالت منصفی الہ آباد

اشتہار

مساۃ غلام فاطمہ دختر اللہ دوسایا ذات سیال معروف کمہار سکنہ موضع ترکڑی تحصیل الہ آباد بعمر تخمیناً ۲۵ سال مدعیہ۔ بنام لدھا ولد فتح محمد ذات سیال معروف کمہار سکنہ موضع ترکڑی حال مفقود الخبر تحصیل الہ آباد بعمر تخمیناً ۳۵ سال

دعویٰ تنسیخ نکاح بوجہ مفقود الخبر ہونے مدعا علیہ صدر شوہر منکوحہ مدعیہ بصیغہ مفلسی

اندریں مقدمہ مدعا علیہ بالاسمی لدھا عرصہ سے علاقہ غیر کی کسی جگہ پر روپوش پھرتا ہے۔ اس کی تعمیل معمولی طریق پر ہونی دشوار ہے۔ بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ بالا مسمی لدھا نے بتقرر پیشی ۶ دسمبر ۱۹۳۶ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی مقدمہ ہذا نہ کی۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج تاریخ ۲۱ ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔　دستخط حاکم　مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ بسنت لعل صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر درجہ چہارم جالندھر

فتح سنگھ ولد سردار بنا سنگھ اہلووالیہ سکنہ علاولپور تحصیل جالندھر مدعی

بنام حاجی ولد عظیم ذات ترکھان سکنہ علاولپور حال چک ۴۵ ڈاک خانہ سری بیجانگر ریاست بیکانیر مدعا علیہ

دعوے دلاپانے مبلغ مع سود ۱۹۶/۶/۴ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی حاجی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام حاجی مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۳ ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مقام جالندھر شہر حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۷ ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

Taj Tahir Foundation

اشتہار زیر دفعہ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار گوردیال سنگھ صاحب سب جج بہادر درجہ اول بٹالہ

مسماۃ برکت بی بی دختر منشی ذات کمبوہ ساکن دھبان پور تحصیل بٹالہ مدعیہ

بنام مہردین ولد فضل دین ذات کمبوہ ساکن ڈھیرہ ملا سنگھ تحصیل شاہدرہ برانچ گوگیرہ ضلع شیخوپورہ

دعوےٰ استقرار حق بدین مضمون قرار دیا جائے کہ مدعیہ نے مذہب اسلام ترک کر کے مذہب عیسوی قبول کر لیا ہے۔ اور بدین وجہ نکاح مابین مدعیہ و مدعا علیہ فسخ ہو چکا ہے۔ اور مدعا علیہ کا کوئی حق نہیں ہے کہ مدعیہ کو اپنی زوجہ بیان کرے۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مہردین مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مہردین مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ 16 1/37 کو مقام بٹالہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ 16 11/36 کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

بحکم سردار رنبیر سنگھ صاحب بی اے ایل ایل بی نائب ناظم دیوانی نابھہ

جگناتھ ولد نونہیا رام گروال سکنہ نابھہ مدعی

بنام دلیپ سنگھ ولد دسوندھا سنگھ جٹ سکنہ نابھہ مدعا علیہ

دعوےٰ زرقرضہ

اندریں مقدمہ ۲۵ مگھر سمت ۱۹۹۳ تاریخ پیشی مقرر ہو کر تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کرو۔ بصورت عدم حاضری تمہارے حکم مناسب دیا جاوے گا۔

تحریر مورخہ 22 7/93 دستخط حاکم

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی تاج